بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ

ماہنامہ الحدیث حضرو

نضر الله امرأً سمع منا حديثاً فحفظه حتى يبلغه

جلد: 6 | جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ جون ۲۰۰۹ء | شمارہ: 6

مدیر

حافظ زبیر علی زئی

معاونین

حافظ ندیم ظہیر

ابوخالد شاکر

محمد اعظم

ابوجابر عبداللہ دامانوی

قیمت

فی شمارہ : 20 روپے

سالانہ : 200 روپے

علاوہ محصول ڈاک

پاکستان: مع محصول ڈاک

250 روپے

خط کتابت

مکتبۃ الحدیث

حضرو ضلع اٹک

ناشر حافظ شیر محمد

0300-5288783

مقامِ اشاعت

مکتبۃ الحدیث

حضرو ضلع اٹک

برائے رابطہ

0302-5756937

اس شمارے میں

کلمۃ الحدیث حافظ زبیر علی زئی

عادل قاضی اور اُس کا عدل وانصاف

ارشادِباری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ﴾
اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ (النساء:۵۸)

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ حاکم، قاضی، جج اور فیصلہ کرنے والے شخص کو ہمیشہ عدل وانصاف کے ساتھ ہی فیصلہ کرنا چاہئے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قاضی کے ساتھ اللہ ہوتا ہے جب تک قاضی (جج) ظلم نہ کرے...الخ

(سنن ابن ماجہ:۲۳۱۲ وسندہ حسن، وصححہ ابن حبان:۱۵۴۰، والحاکم ۹۳/۴ ووافقہ الذہبی ورواہ الترمذی:۱۳۳۰)

معلوم ہوا کہ اگر فیصلہ کرتے ہوئے قاضی (جج) جان بوجھ کر ذرا سی بھی غلطی کرے تو اُس کی آخرت خراب ہو جاتی ہے، اسی طرح کا اُس حدیث میں اشارہ ہے جس میں آیا ہے کہ جو شخص لوگوں کے درمیان قاضی بنایا گیا تو گویا وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔

(سنن ابی داود:۳۵۷۲، وسندہ حسن وحسنہ الترمذی:۱۳۲۵، وصححہ الحاکم ۹۱/۴ ووافقہ الذہبی)

غالباً یہی وجہ تھی کہ جلیل القدر تابعین کرام اور علمائے عظام عہدۂ قضاء سے دور بھاگتے تھے مثلاً مشہور ثقہ تابعی امام ابو قلابہ عبداللہ بن زید الجرمی الشامی رحمہ اللہ کو قاضی بنانے کے لئے طلب کیا گیا تو وہ (شام کی طرف) چلے گئے تھے۔

دیکھئے کتاب المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی (۶۶/۲ وسندہ حسن)

امام ایوب السختیانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابو قلابہ کو عہدۂ قضاء قبول کرنے کے لئے بلایا گیا تو وہ بھاگ کر شام چلے گئے اور وہاں کافی عرصہ رہے پھر واپس آئے۔ الخ

(طبقات ابن سعد ۱۸۳/۷، وسندہ صحیح)

جس نے عدل وانصاف سے فیصلے کئے، وہ تو بچ گیا لیکن جس نے ظلم وستم، رشوت، غلط سفارشات اور چاپلوسی والے فیصلے کئے تو وہ اللہ کے دربار میں ذلیل ورسوا ہوگا۔ ان شاء اللہ

فقہ الحدیث

حافظ زبیر علی زئی

[صراطِ مستقیم کی مثال]

۱۹۱) وعن ابن مسعود أن رسول اللّٰه ﷺ قال : ((ضرب اللّٰه مثلاً صراطًا مستقیمًا وعن جنبتي الصراط سوران، فیهما أبواب مفتحة وعلى الأبواب ستور مرخاة وعند رأس الصراط داعٍ یقول : استقیموا على الصراط ولا تعوجوا وفوق ذلك داعٍ یدعو، کلما همّ عبد أن یفتح شیئًا من تلك الأبواب قال : ویحك ! لا تفتحه فإنك إن تفتحه تلجه.)) ثم فسره فأخبر : ((أن الصراط هو الإسلام و أن الأبواب المفتحة محارم اللّٰه و أن الستور المرخاة حدود اللّٰه و أن الداعي علىٰ رأس الصراط هو القرآن و أن الداعي من فوقه واعظ اللّٰه في قلب کل مؤمن.)) رواه رزین .

اور (سیدنا) ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اللہ نے صراطِ مستقیم (سیدھے راستے) کی مثال بیان کی ہے، راستے کے دونوں طرف دو فصیلیں ہیں جن میں دروازے کھلے ہوئے ہیں اور دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں۔ راستے کے سر پر ایک دعوت دینے والا کہہ رہا ہے: راستے پر سیدھے چلو اور ٹیڑھے راستے اختیار نہ کرو، اس دعوت دینے والے کے اوپر ایک پکارنے والا ہے، جب بندہ ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے تو کہتا ہے: تیری خرابی، اسے نہ کھول کیونکہ اگر تو اسے کھولے گا تو اس میں گھس جائے گا۔ پھر انھوں نے اس کی تفسیر بیان کی: صراطِ مستقیم اسلام ہے اور کھلے دروازے اللہ کی حرام کردہ چیزیں ہیں اور لٹکے ہوئے پردے اللہ کی حدود ہیں۔ راستے کے سر پر دعوت دینے والا القرآن ہے اور اس سے اوپر پکارنے والا اللہ کا واعظ (نفسِ امارہ) ہے جو ہر مومن کے دل میں جاگزین ہے۔ اسے رزین (؟) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس روایت کی سند نامعلوم ہے۔

رزین العبدی رحمہ اللہ کی کتاب نہ تو مطبوعہ ہے اور نہ اس کے کسی مخطوطے کا کوئی علم

ہے لہٰذا یہ روایت سند نہ معلوم ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

۱۹۲) ورواه أحمد والبيهقي في شعب الإيمان عن النواس بن سمعان و كذا الترمذي عنه إلا أنه ذكر أخصر منه . اور احمد (۱۸۲/۴۔۱۸۳ ح ۱۷۷۸۴) اور بیہقی نے شعب الایمان (۷۲۱۶) میں نواس بن سمعان (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے اور اسی طرح ترمذی (۲۸۵۹ وقال: غریب) نے ان سے مختصر طور پر روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: مسند احمد (الموسوعۃ الحدیثیہ ۲۹/۱۸۱، ۱۸۲ ح ۱۷۶۳۴) وغیرہ میں سیدنا نواس بن سمعان الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ضرب اللّٰه مثلاً صراطًا مستقيمًا و علٰى جنبتي صراط سوران فيهما أبواب مفتحة و على الأبواب ستور مرخاة و علٰى باب الصراط داعٍ يقول: أيها الناس! ادخلوا الصراط جميعًا ولا تتعرجوا و داعٍ يدعو من فوق الصراط فإذا أراد أن يفتح شيئًا من تلك الأبواب قال: ويحك! لا تفتحه فإنك إن تفتحه تلجه ، والصراط: الإسلام والسّوران: حدود اللّٰه والأبواب المفتحة محارم اللّٰه و ذلك الداعي علٰى رأس الصراط: كتاب اللّٰه والداعي من فوق الصراط: واعظ اللّٰه في قلب كل مسلم .))

اللہ نے صراطِ مستقیم کی مثال بیان فرمائی، راستے کے دونوں طرف دو فصیلیں ہیں جن میں دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ہر دروازے پر پردہ لٹکا ہوا ہے۔ ہر دروازے پر ایک پکارنے والا کہہ رہا ہے: اے لوگو! تم سارے کے سارے راستے پر داخل ہو جاؤ اور ٹیڑھے راستوں پر نہ مڑو، جب بھی کوئی شخص ان دروازوں میں سے کسی دروازے کا پردہ کھولنا چاہتا ہے تو راستے کے اوپر سے بلانے والا کہتا ہے: تیری خرابی ہو! اسے نہ کھول، اگر تو نے اسے کھول دیا تو اندر داخل ہو جائے گا۔ راستہ اسلام ہے فصیلیں اللہ کی حدیں ہیں اور کھلے دروازے اللہ کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ راستے پر آواز دینے والا قرآن ہے اور راستے کے اوپر سے پکارنے والا اللہ کا واعظ ہے جو ہر مسلمان کے دل میں ہے۔ اس حدیث کی سند حسن ہے اور شواہد کے ساتھ یہ صحیح ہے۔ اسے حاکم (۷۳/۱) نے صحیح علیٰ شرط مسلم قرار دیا ہے۔

حافظ زبیر علی زئی

توضیح الاحکام

جہری نمازوں میں آمین بالجہر

سوال: جب ہم دیو بندی علماء سے آمین کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو یہ جواب ملتا ہے کہ اس وقت کے لوگ بھاگ جاتے تھے، اس لئے حکم ہوا کہ آمین کہو تا کہ معلوم ہو کون کون نماز ادا کر رہا ہے۔ کیا یہ صحیح کہتے ہیں؟ (حاجی نذیر خان، دامان حضرو)

جواب: آمین کی مخالفت کرنے والے ان لوگوں کی مذکورہ بات بالکل جھوٹ ہے کیونکہ آمین بالجہر رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ "**فجهر بآمين**" الخ پس آپ نے آمین بالجہر کہی۔ (سنن ابی داود: ۹۳۳ وسندہ حسن)

سیدنا ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اور اُن کے مقتدی اس طرح آمین کہتے تھے کہ مسجد میں آمین کی آواز بلند ہوتی تھی۔ دیکھئے صحیح بخاری (قبل ح ۷۸۰)

یاد رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آمین کہہ کر بھاگنے والے نہیں تھے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب "القول المتین فی الجہر بالتأمین"

پکی قبریں بنانا منع ہے

سوال: ہمارے علاقے میں تقریباً ہر قبر پکی ہے۔ کیا قبر پکی کرنے کی کوئی دلیل ہے؟

(حاجی نذیر خان، دامان حضرو)

جواب: قبر پکی (پختہ) کرنے کی کوئی دلیل بھی شریعت میں موجود نہیں بلکہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ((**نهى رسول الله ﷺ أن يجصص القبر و أن يقعد عليه و أن يبنى عليه**)) رسول اللہ ﷺ نے قبر پکی کرنے سے، اس پر بیٹھنے سے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔ (صحیح مسلم: ۹۷۰، ترقیم دارالسلام: ۲۲۴۵)

امام شافعی اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے کہ قبر پکی کرنا مکروہ (حرام) ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے شرح صحیح مسلم للنووی (ج ۱ ص ۳۱۲ درسی نسخہ) الموسوعۃ الفقہیہ (ج ۳۲ ص ۲۵۰) اور ''بدعات کا شرعی پوسٹ مارٹم'' ص ۴۳۶

میّت کے لئے ہاتھ اُٹھا کر اجتماعی دعائیں؟

سوال: جو لوگ میّت کے گھر تین دن تک ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دعا کرتے ہیں، کیا یہ اسلام میں جائز ہے؟ (حاجی نذیر خان، دامان حضرو)

جواب: میّت کے گھر یا اہلِ میّت کے پاس جا کر، تین دن تک بار بار ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے کا کوئی ثبوت اسلام میں نہیں لہٰذا یہ کام بدعت ہے۔

مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے لکھا:

''تعزیت کی دُعا میں ہاتھ اُٹھانا بدعت ہے'' (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۴۵)

دیوبندی مدرسے خیر المدارس ملتان سے فتویٰ جاری ہوا:

''تعزیت مسنونہ میں آپ ﷺ اور صحابہ کرام سے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا ثابت نہیں''

(رجل رشید تصنیف نعیم الدین دیوبندی ص ۱۷۳)

''دارالعلوم'' دیوبند کے مفتی نے فتویٰ لکھا:

''تعزیت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کیف ما اتفق انفرادی طور پر میت کے گھر جائے اور گھر والوں کو صبر کی تلقین کرے اور تسلی کے کچھ کلمات کہہ دے، ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت نہیں۔''

(حبیب الرحمٰن دیوبندی کا فتوی بحوالہ رجل رشید ص ۱۷۰)

دیوبندی مدرسے دارالعلوم کراچی والوں نے فتویٰ دیا:

''مروجہ طریقہ کے مطابق تعزیت کیلئے ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا اور دعا کرنا شرعاً ثابت نہیں ہے، اس لئے تعزیت کیلئے رسمی طور پر ہاتھ اٹھانا درست نہیں۔'' (رجل رشید ص ۱۷۱)

حیرت ہے اُن لوگوں پر جو اس کام کو بدعت اور غیر ثابت قرار دے کر بھی تعزیت کی

اجتماعی دعاؤں میں سرگرم رہتے ہیں۔!

جمعرات کی روٹی اور چالیسویں وغیرہ؟

سوال: ہمارے علاقے میں یہ رواج ہے کہ میّت والے گھر سات (۷) دن کے بعد جمعرات کی روٹی ملاّ (امام) کے گھر بھیجتے ہیں اور چالیس (۴۰) دن بعد چالیسواں کرتے ہیں اور ایک سال بعد عرس کرتے ہیں۔ کیا یہ اسلام میں جائز ہے؟

(حاجی نذیر خان، داماں حضرو)

جواب: جمعرات کی روٹی، چالیسواں اور عرس کا کوئی ثبوت کتاب وسنت میں نہیں ہے بلکہ یہ سارے کام بدعت ہیں جن سے بچنا ضروری ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے ''معجم البدع'' ص ۱۶۲)

بعض لوگ ان بدعات کو ایصالِ ثواب کا نام دیتے ہیں، عرض ہے کہ اگر اس قسم کا ایصالِ ثواب اسلام میں جائز ہوتا تو سلف صالحین، صحابہ، تابعین ومَنْ بَعْدَہُم ضرور کرتے۔ اُن کا اس طرح کے کام نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بدعات ہیں جن کا ایصالِ ثواب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

قبروں پر اجتماعی دعائیں اور سورۂ یٰسین کی تلاوت؟

سوال: بعض لوگ قبروں پر جا کر، ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتے ہیں اور سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ (حاجی نذیر خان، داماں حضرو)

جواب: اس سوال کے دونوں حصوں کا جواب علی الترتیب درج ذیل ہے:

① لوگوں کا قبروں پر جا کر اجتماعی دعا کرنا ثابت نہیں ہے۔ صرف دفن کے بعد حکم ہے کہ تم اس میّت کے لئے دعا کرو۔ دیکھئے سنن ابی داود (۳۲۲۱ وسندہ حسن وصححہ الحاکم ۱/ ۳۷۰ ووافقہ الذہبی)

جن قبروں کی عبادت کی جاتی ہے، وہاں جا کر قبر والے کے لئے بھی ہاتھ اُٹھا کر دعا نہیں مانگنی چاہیئے تا کہ مشرکین ومبتدعین سے مشابہت (تشبہ) نہ ہو۔ اگر کوئی شخص ایسی قبر پر پہنچ جائے جہاں صاحبِ قبر صحیح العقیدہ تھا تو دل ہی میں اس کے لئے دعا کر لے کہ اللہ تعالیٰ

اُس کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے۔

اگر کوئی اکیلا شخص قبرستان جائے تو اُس کے لئے یہ جائز ہے کہ قبرستان والوں کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دعا کرے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بقیع کے قبرستان تشریف لے گئے اور آپ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی۔ دیکھئے مسلم (۹۷۴ب، دارالسلام: ۲۲۵۶)

یہ بہتر ہے کہ قبلہ رُخ ہو کر دعا مانگی جائے۔

② قبرستان میں یا میت کے پاس سورۂ یٰسین کی تلاوت کرنا کسی حدیث یا اثر سے ثابت نہیں لہٰذا یہ عمل بدعت ہے۔ (دیکھئے شیخ رائد بن صبری بن ابی علفہ کی کتاب: معجم البدع ص ۶۷۹)

بیس رکعات تراویح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہیں

سوال: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہیں، ان کے دورِ خلافت میں بیس رکعات تراویح پڑھائی گئی ہیں تو یہ جائز ہے؟ اور کیا اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا؟ (حاجی نذیر خان، دامان حضرو)

جواب: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بیس رکعات تراویح ثابت نہیں ہیں، نہ قولاً اور نہ فعلاً بلکہ آپ سے گیارہ رکعات کا حکم ثابت ہے۔ موطأ امام مالک میں حدیث ہے کہ (سیدنا امیر المومنین) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (سیدنا) اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور (سیدنا) تمیم الداری رضی اللہ عنہ دونوں کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں۔

(ج۱ ص۱۱۴ ح۲۴۹ وسندہ صحیح، آثار السنن للنیموی ص۲۵۰ وقال: ''واسنادہ صحیح'')

تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب ''تعدادِ رکعاتِ قیامِ رمضان کا تحقیقی جائزہ'' (ص۲۲، ۲۳)

اس فاروقی حکم کے مقابلے میں دورِ خلافت میں بعض نا معلوم لوگوں کے عمل کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

نمازِ حنفی یا رسول اللہ ﷺ والی محمدی نماز؟

سوال: اگر لوگوں سے پوچھیں کہ آپ نے نماز کس طرح پڑھی ہے؟ تو یہ جواب دیتے

ہیں: ہم نے حنفی طریقے سے نماز پڑھی ہے۔ کیا حنفی طریقے سے نماز پڑھنا جائز ہے؟
اگر حج کے بارے میں پوچھیں تو کہتے ہیں: ہم نے حنفی طریقے سے حج کیا ہے۔
کیا اسلام حنفی طریقے سے نازل ہوا ہے۔ (حاجی نذیر خان، دامان حضرو)

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صَلُّوْا كَمَارَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّيْ))
نماز اُس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (صحیح بخاری:٦٣١)
معلوم ہوا کہ نماز اُس طریقے سے پڑھنی چاہیئے جس طریقہ پر محمد رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((یا أیها الناس! خذوا مناسککم.)) اے لوگو! حج کے طریقے (مجھ سے) لے لو۔ (سنن النسائی ٥/٢٧٠ ح ٣٠٦٤ وسندہ صحیح، واللفظ لہ، صحیح مسلم: ١٢٩٧)
معلوم ہوا کہ نماز بھی محمدی طریقے پر پڑھنی چاہیئے اور حج بھی محمدی طریقے پر کرنا چاہیئے۔
اسلام حنفی طریقے پر نازل نہیں ہوا بلکہ قرآن و حدیث کی صورت میں ہوا ہے۔ جب امام ابوحنیفہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے تو اس وقت بھی دینِ اسلام مکمل حالت میں موجود تھا۔

قبر کے سرہانے آگ جلانا منع ہے

سوال: جب میّت کو دفن کر کے آتے ہیں تو رات کو اس کی قبر کے سرہانے آگ جلاتے ہیں۔ کیا یہ آگ جلانا جائز ہے؟ (حاجی نذیر خان، دامان حضرو)

جواب: دن کو میّت دفن کر کے رات کو اس کی قبر کے سرہانے آگ جلانا کسی دلیل سے ثابت نہیں لہٰذا ایسا کرنا بدعت ہے۔ مشہور ثقہ تابعی امام سعید بن ابی سعید المقبری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (سیدنا) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے بعد آگ لے جانے سے منع فرمایا تھا۔ (موطأ امام مالک ١/٢٢٦ ح ٥٣٢ وسندہ صحیح)
یعنی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے رشتہ داروں اور متعلقین کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میرے ساتھ آگ لے کر نہ جانا۔

محمد زبیر صادق آبادی

ماسٹر امین اوکاڑوی کے دس جھوٹ

[ماہنامہ الحدیث حضرو، عدد: ۲۸ میں امین اوکاڑوی دیوبندی کے پچاس جھوٹ باحوالہ شائع ہوئے تھے۔ (ص۲۲ تا ۴۲) جن کا جواب آج تک نہیں آیا۔

محترم محمد زبیر صادق آبادی حفظہ اللہ نے ان پچاس اوکاڑوی جھوٹوں کے علاوہ امین اوکاڑوی کے مزید دس جھوٹ باحوالہ پیش کر دیئے ہیں۔ اہلِ انصاف سے درخواست ہے کہ دل کی آنکھیں کھول کر اس مضمون کا مطالعہ کریں۔]

جھوٹ نمبر ۱: ماسٹر امین اوکاڑوی نے علانیہ کہا:

"قرآن پاک میں واقعہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک دن سیر کرتے کرتے سمندر کی طرف جانکلے وہاں کیا دیکھا کہ ایک انسانی لاش پڑی ہے، اسے مچھلیاں اور مگرمچھ بھی کھا رہے ہیں، کوے اور چیلیں بھی کھا رہے ہیں، اور کچھ ذرات زمین میں بھی ملتے جا رہے ہیں۔" (فتوحاتِ صفدر ج۳ ص۳۶۵)

قرآنِ پاک میں یہ واقعہ بالکل موجود نہیں لہٰذا اوکاڑوی نے قرآن پاک پر صریح جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲: اوکاڑوی نے علانیہ کہا: "قرآن پاک میں یہ ہے کہ ابوجہل کی پارٹی بتوں والی آیتیں نبیوں کے بارے میں پڑھا کرتی تھی۔ قرآن نے ان کو بل هم قوم خصمون کہا ہے" (فتوحات صفدر ج۳ ص۴۰۷)

قرآن پاک میں یہ الفاظ بالکل نہیں ہیں لہٰذا یہ اوکاڑوی کا قرآن پاک پر بہتان ہے۔

جھوٹ نمبر ۳: اوکاڑوی نے علانیہ کہا: "حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نمازیں پڑھائیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز کی نیت باندھی۔ اس کے بعد کیا ہوا؟۔

حضور ﷺ کا اپنا فعل سنیں۔

فاستفتح النبی ﷺ من السورة

ابن ابی شیبہ اور مسند احمد میں روایت ہے (۱)۔ ابن ابی ماجہ میں اخذ کا لفظ ہے کہ ابو بکر سورۃ پڑھ رہے تھے۔'' (فتوحات صفدر ج ۱ ص ۳۳٦ تا ۳۳۷، دوسرا نسخہ ص ۳۰۰، ۳۰۱)

مذکورہ روایت کے متعلق ماسٹر امین اوکاڑوی کا یہ بیان بالکل جھوٹ ہے کہ ''حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز کی نیت باندھی۔'' جبکہ آلِ دیوبند کے ''شیخ الحدیث'' فیض احمد ملتانی نے اس روایت کے بارے میں لکھا: ''کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضِ وفات میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کے درمیان آپ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور امام بنے، حضرت حضرت ابو بکرؓ مکبر بنے۔'' (نماز مدلل ص ۱۱۵)

اوکاڑوی کی پیش کردہ ضعیف روایت کے مطابق بھی نبی ﷺ امام بنے تھے لیکن اوکاڑوی نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ ''اور آپ کے پیچھے نماز کی نیت باندھی۔''

جھوٹ نمبر ٤: ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''اسی طرح جب آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو فرض نہیں فرمایا تو تمہارا نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کو فرض قرار دینا اپنے جنازہ میں یقیناً شیطان کا حصہ شامل کرنا ہے، کیا ہم غیر مقلدوں سے یہ امید رکھیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے ڈریں گے اور اپنے جنازوں کو شیطان کے دخل سے پاک کرلیں گے، ہاں دیکھنا شیطان کی طرح یہ پروپیگنڈہ نہ کرنا کہ فاتحہ کو شیطان کا حصہ کہہ دیا بلکہ غیر ضروری کو ضروری قرار دینے کو خود حضور ﷺ نے شیطان کا حصہ فرمایا ہے۔''

(تجلیات صفدر ج ۲ ص ۵۸۳)

ماسٹر امین اوکاڑوی نے نبی ﷺ پر جھوٹ بولا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں۔

جھوٹ نمبر ٥: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی رفع یدین سے متعلقہ حدیث کے بارے

میں اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''اور ابوعوانہ میں بھی فلا یرفعھما ہے۔''

(جزرفع یدین مترجم امین اوکاڑوی ص ۲۵۵)

یہ بھی صریح جھوٹ ہے کیونکہ ابوعوانہ میں یہ الفاظ بالکل نہیں اور ماسٹر امین اوکاڑوی کے اصول میں کسی کتاب کا غلط حوالہ دینا یا کوئی ایسے الفاظ کسی کتاب کی طرف منسوب کرنا جو اصل کتاب میں نہ ہوں جھوٹ ہی ہوتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تجلیات صفدر (ج ۲ ص ۲۳۴، غیر مقلدین کی قسمت میں اتباع حدیث کہاں)

جھوٹ نمبر ٦: ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ رفع یدین کی۔ جب اعتراض ہوا تو حدیث سنا دی۔ اصولِ محدثین پر تو یہ حدیث موقوف ہے، کیونکہ اس کو مرفوع کرنے میں سالم منفرد ہے اور باقی چھ موقوفاً ہی روایت کرتے ہیں۔ جماعت کے خلاف سالم کا تفرد قابلِ حجت کیسے ہوسکتا ہے اسی لیے امام ابوداؤد نے فرمایا ہے کہ لیس بمرفوع کہ یہ مرفوع نہیں۔'' (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۲۶۷)

ماسٹر امین اوکاڑوی کا یہ کہنا کہ اصول محدثین پر یہ روایت موقوف ہے کیونکہ اس کو بیان کرنے میں سالم منفرد ہے بالکل جھوٹ ہے کیونکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد نافع رحمہ اللہ بھی مرفوع بیان کرتے ہیں۔ دیکھئے صحیح بخاری (ج ۱ ص ۱۰۲ ح ۷۳۹، شرح السنۃ للبغوی ۳/ ۲۱ ح ۵٦۰ وقال: ''ھذا حدیث صحیح'')

اور امام ابوداود رحمہ اللہ نے جس روایت کو لیس بمرفوع کہا ہے وہ سالم کے طریق (سند) سے نہیں بلکہ نافع کے طریق (سند) سے ہے اور اس میں رفع یدیہ کا لفظ دو مرتبہ آیا ہے جبکہ صحیح بخاری میں نافع کے طریق (سند) سے جو روایت ہے اس میں رفع یدیہ کا لفظ چار مرتبہ ہے، نیز سرفراز صفدر دیوبندی نے لکھا ہے: ''سو فیصدی محدثین کا اتفاق پہلے نقل کیا جاچکا ہے کہ زیادت جو ثقہ راوی سے منقول ہو وہ واجب القبول ہوتی ہے۔''

(احسن الکلام ج ۲ ص ۳٦، دوسرا نسخہ ص ۳۹)

سرفراز صفدر نے اپنی تائید میں مزید لکھا ہے: ''امام بیہقیؒ، علامہ حازمیؒ، حافظ ابن حجرؒ اور امام

نووی لکھتے ہیں۔و اللفظ لہٗ

ہم بیان کر آئے ہیں کہ صحیح بلکہ خالص حق بات یہ ہے جس پر فقہاءِ ، علماءِ اصول اور محقق محدثین متفق ہیں کہ جب کوئی حدیث مرفوع اور موقوف روایت کی گئی ہو۔ یا موصول اور مرسل بیان ہوئی ہو تو اس صورت میں حدیث مرفوع اور متصل ہی سمجھی جائے گی چاہے رفع اور وصل کرنے والے حفظ اور عدد میں زیادہ ہوں یا کم حدیث بہر حال مرفوع ہو گی۔" (احسن الکلام ج ۱ ص ۲۲۷، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۲۸۲ واللفظ لہ)

لہٰذا ثابت ہوا کہ اگر سالم رحمہ اللہ منفرد بھی ہوتے تو بھی اصول محدثین پر یہ روایت مرفوع ہوتی۔

جھوٹ نمبر ۷: مشہور اہل حدیث مناظر قاضی عبدالرشید ارشد حفظہ اللہ سے مخاطب ہو کر ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے کہا: "غیر مقلد مناظر نے اپنی لکھی ہوئی شرائط کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے سے انکار کر دیا ہے اور بہانہ یہ بنایا ہے کہ تو نے جو باتیں لکھی ہیں اپنے امام اعظمؒ سے ثابت کر دے۔ اگر تم اپنے امام کو مانو گے تو ہم بھی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو مانیں گے اگر تم اپنے امام کو نہیں مانو گے تو ہم بھی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو نہیں مانیں گے۔ یہ تھی پہلی بات جو انہوں نے کہی ہے۔" (فتوحات صفدر ج ۱ ص ۱۴۵، دوسرا نسخہ ص ۱۲۳)

حالانکہ قاضی عبدالرشید حفظہ اللہ نے بالکل یہ بات نہیں کہی کہ "اگر تم اپنے امام کو مانو گے تو ہم بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو مانیں گے اگر تم اپنے امام کو نہیں مانو گے تو ہم بھی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو نہیں مانیں گے۔" یہ ماسٹر امین اوکاڑوی کا مناظرِ اسلام قاضی عبدالرشید حفظہ اللہ پر صریح جھوٹ ہے۔ اس کا ثبوت دینے والے دیوبندی کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اوکاڑوی کی اس بات کی تردید خود قاضی صاحب سے محمود عالم دیوبندی نے بھی نقل کر رکھی ہے۔ دیکھئے فتوحات صفدر (ج ۱ ص ۱۴۹، دوسرا نسخہ ص ۱۲۷)

جھوٹ نمبر ۸: ماسٹر امین اوکاڑوی نے (رفع یدین کی حدیث کے بارے میں) علانیہ کہا: "ابن عمر رضی اللہ عنہ کا شاگرد کہہ رہا ہے کہ یہ نبی ﷺ کی حدیث نہیں ہے بلکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

کا فعل ہے۔" (فتوحات صفدر ج ۱ ص ۱۶۰، دوسرا نسخہ ص ۱۳۸)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے کسی شاگرد نے یہ بات نہیں فرمائی کہ "یہ نبی ﷺ کی حدیث نہیں بلکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فعل ہے" لہٰذا یہ ماسٹر امین اوکاڑوی کا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد پر صریح جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۹: مشہور اہل حدیث عالم مولانا بدیع الدین راشدی سندھی رحمہ اللہ سے مخاطب ہو کر اوکاڑوی نے کہا: "حضرت نے سنن نسائی سے ایک روایت پیش کی ہے اس میں بسم اللہ کے ساتھ تو لفظ جہر ہے۔ جہر کا معنی اونچا پڑھنا ہوتا ہے آمین کے ساتھ اس میں جہر کا لفظ بالکل نہیں ہے۔" (فتوحات صفدر ج ۱ ص ۳۸۳، مناظرہ آمین بالجہر، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۳۴۷)

مولانا بدیع الدین رحمہ اللہ کی پیش کردہ حدیث میں بسم اللہ کے ساتھ جہر کا لفظ بالکل نہیں، یہ ماسٹر امین اوکاڑوی کا اپنے ہی اصول کے مطابق جھوٹ ہے کیونکہ ماسٹر امین اوکاڑوی کے نزدیک کسی کتاب کا غلط حوالہ دینا یا کوئی ایسے الفاظ کسی کتاب کی طرف منسوب کرنا جو اس کتاب میں نہ ہوں جھوٹ ہوتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے تجلیات صفدر ج ۲ ص ۲۳۴)

تنبیہ: اوکاڑوی کے اس جھوٹ سے پہلے خود محمود عالم صفدر دیوبندی نے مولانا بدیع الدین رحمہ اللہ کا قول یوں نقل کر رکھا ہے: "کہتے ہیں اس میں بسم اللہ میں جہر کا لفظ ہے۔ آمین کے ساتھ جہر کا لفظ نہیں ہے۔ حالانکہ یہاں قرأ کا لفظ ہے"

(فتوحات صفدر ج ۱ ص ۳۶۱، دوسرا نسخہ ص ۳۲۴)

شیخ بدیع الدین کی اس وضاحت کے بعد اوکاڑوی کا اصرار بڑا عجیب وغریب ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۰: رفع یدین کی ایک حدیث جو صحیح بخاری (ج ۱ ص ۱۰۲) میں موجود ہے اس کا انکار کرتے ہوئے ماسٹر امین اوکاڑوی نے علانیہ کہا: "اور یہ جو دسویں انہوں نے گنی ہے۔ **اذا قام من الرکعتین** یہ بھی موطا میں نہیں ہے۔ اب یہاں پانچ کو جو دس بنایا گیا ہے اس کا جواب ہمیں دیا جائے۔ مدینے میں پانچ ہے اور بخارے میں جا کر دس ہو گئی ہے۔ مدینے میں امتی کا قول ہے اور بخارے میں جا کر نبی ﷺ کی حدیث بن گئی ہے۔"

(فتوحات صفدر ج ا ص ۱۵۳، دوسرا نسخہ ص ۱۳۱)

ماسٹر امین اوکاڑوی کا یہ اعتراض کہ "بخارے میں جا کر نبی ﷺ کی حدیث بن گئی ہے۔" بالکل جھوٹ ہے اس کے لئے علماء دیوبند کی دو گواہیاں پیشِ خدمت ہیں:

(۱) محمد اسحاق ملتانی دیوبندی امام بخاری رحمہ اللہ کا قول یوں نقل کرتے ہیں:

"اس کے بعد میرے دل میں "صحیح بخاری" کی تدوین و ترتیب کا خیال پیدا ہوا اور سولہ سال کی مدت میں اسکی تکمیل کی۔ سب سے پہلے اس کا مسودہ مسجد حرام میں بیٹھ کر لکھا۔"

(شمع رسالت کے پروانوں کے ایمان افروز واقعات ص ۳۷۳)

(۲) دیوبندیوں کے "حکیم الاسلام" قاری محمد طیب دیوبندی نے کہا:

"کہ امام بخاریؒ نے مکہ مکرمہ (زادہا اللہ شرفاً وکرامتاً) میں سولہ برس گزارے ہیں اور وہیں بخاریؒ کی تکمیل فرمائی ہے۔" (خطبات حکیم الاسلام ج ۶ ص ۷۲، دوسرا نسخہ ص ۲۳۴)

ماسٹر امین اوکاڑوی کے مربی و محسن اور دیوبندیوں کے امام سرفراز صفدر نے لکھا ہے:

"اور امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے۔ کہ بخاری و مسلم دونوں کی تمام روائتیں صحیح ہیں۔"

(احسن الکلام ج ا ص ۱۸۷، حاشیہ)

اور اجماع کے متعلق امین اوکاڑوی نے لکھا ہے:

"اجماع اُمت کا مخالف بنصِ کتاب وسنت دوزخی ہے۔" (تجلیات صفدر ج ا ص ۲۸۷)

اوکاڑوی نے مزید کہا: "آنحضرت ﷺ نے اجماعی فیصلوں سے انحراف کرنے والوں کو شیطان اور دوزخی قرار دیا ہے (مشکوٰۃ)" (تجلیات صفدر ج ۶ ص ۱۸۹)

دیوبندیوں کے "رئیس المحققین، فخر المحدثین، مفکر اسلام" محمد ابوبکر غازیپوری نے لکھا ہے:

"امت کا اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری سے زیادہ صحیح کوئی دوسری کتاب نہیں، علماء سلف وخلف نے اس کتاب کو زبردست حسن قبول عطا کیا، درس و تدریس، شرح و تعلیق، استدلال و استخراج، افادہ و استفادہ ہر ممکن شکل سے یہ کتاب علماء امت کی دل چسپی کا محور بنی ہوئی ہے، کسی حدیث کی صحت کیلئے بس یہ کافی ہے کہ وہ بخاری شریف میں موجود ہے،

اور بلا شبہ یہ کتاب اسلام کا وہ علمی کارنامہ ہے کہ اہل اسلام اس پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے، اس کی عظمت شان کا انکار صرف شیعوں نے کیا یا منکرین حدیث نے یا پھر آج کے غیر مقلدین نے۔" (آئینہ غیر مقلدیت از ابوبکر غازیپوری ص ۲۰۶، ۲۰۷)

☆ غازیپوری کے نزدیک یہاں غیر مقلدین سے مراد حکیم فیض عالم صدیقی اور وحید الزمان حیدر آبادی ہیں۔ دیکھئے آئینہ غیر مقلدیت (ص ۲۰۷)

ہمارے نزدیک یہ دونوں ہی اہلحدیث نہیں تھے، ایک ناصبیت کی طرف مائل تھا تو دوسرا شیعیت کی طرف مائل تھا۔[شیخ بدیع الدین راشدی سندھی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

"نواب وحید الزمان اهل حدیث نه هو۔ "نواب وحید الزمان اہل حدیث نہیں ہے۔ دیکھئے مروجه فقه جی حقیقت (ص ۹۲)]

آلِ دیوبند یہ بھی بتائیں! کہ امین اوکاڑوی شیعہ تھا یا منکرِ حدیث یا غیر مقلد یا پھر بدعتی، کیونکہ صحیح بخاری کی عظمت کو گھٹانے والے پر یہ سب فتوے آلِ دیوبند یا ان کے اکابر نے لگائے ہوئے ہیں۔

شاہ ولی اللہ الدہلوی فرماتے ہیں کہ "صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں تمام محدثین متفق ہیں کہ ان میں تمام کی تمام متصل اور مرفوع احادیث یقیناً صحیح ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک بالتواتر پہنچی ہیں۔ جو ان کی عظمت نہ کرے وہ بدعتی ہے جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے" (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۲۴۲، ترجمہ عبدالحق حقانی)

شاہ ولی اللہ کے بارے میں سرفراز خان صفدر نے ایک بریلوی "مفتی" کو مخاطب کر کے لکھا ہے: "مفتی صاحب کیا آپ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کو مسلمان اور عالم دین اور اپنا بزرگ تسلیم کرتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو آپ کو حضرت شاہ صاحبؒ کی بات تسلیم کرنا پڑے گی۔" (باب جنت بجواب راہ جنت ص ۴۹)

سرفراز صفدر نے مزید لکھا: "بڑے شوق سے مشکل وقت میں آپ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا دامن چھوڑ دیں مگر ہم ان کا دامن چھوڑنے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہیں" (باب جنت ص ۵۰)

تنبیہ: امین اوکاڑوی کا یہ کہنا: ''اور بخارے میں جا کر دس ہوگئی ہیں۔'' اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ امام بخاری نے یہ حدیث بنالی تھی تو عرض ہے کہ امین اوکاڑوی کا امیر المومنین فی الحدیث اور امام الدنیا فی فقہ الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ پر یہ بہت بڑا افتراء اور بہتان ہے۔قاری محمد طیب دیوبندی نے امام بخاری کے بارے میں کہا:

''بہر حال امام بخاریؒ کا حافظہ، ان کا اتقان اور ان کا زہد وتقویٰ یہ گویا اظہر من الشمس ہے۔ ساری دنیا اس کو جانتی ہے۔

......جب امام اس درجہ کا تو اس کی تصنیف بھی اس درجہ کی ہوگی ...تو بخاری کی جلالت شان یہ ہے کہ پوری امت نے اجمالی طور پر تلقی بالقبول کی ہے اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ مانا ہے۔'' (خطبات حکیم الاسلام ج٦ص ٦٧، اصل میں اس کی جگہ س اور کتاب اللہ کی جگہ ''کتاب للہ'' غلطی سے چھپ گیا ہے۔)

شذرات الذہب

حافظ زبیر علی زئی

☆ امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (متوفی ١٨٧ھ) نے فرمایا:

''**من أعان صاحب بدعة فقد أعان علٰی هدم الإسلام**'' جس نے کسی بدعتی کی مدد کی تو اس نے اسلام کے گرانے پر مدد کی۔ (حلیۃ الاولیاء ١٠٣/٨، وسندہ صحیح)

☆ امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا: ''**وأدركت خيار الناس كلهم أصحاب سنة وهم ينهون عن أصحاب البدعة... إن لله عبادًا يحيي بهم العباد والبلاد وهم أصحاب سنة، من كان يعقل ما يدخل جوفه من حلّه كان في حزب اللّٰه تعالٰى**'' میں نے دیکھا ہے کہ سارے بہترین لوگ اصحابِ سنت تھے اور وہ اہلِ بدعت سے منع کرتے تھے..... اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کے ساتھ وہ ملکوں کو آباد اور بندوں کی اصلاح فرماتا ہے اور وہ اصحابِ سنت ہیں جس کو پتہ ہو کہ اس کے پیٹ میں کیا حلال جا رہا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت (حزب اللہ) سے ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ١٠٤/٨، وسندہ صحیح)

حافظ زبیر علی زئی

ظہورِ امام مہدی: ایک ناقابلِ تردید حقیقت

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی رسولہ الأمین ، أما بعد:

صحیح اور حسن احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ قیامت سے پہلے، مسلمانوں کا ایک خلیفہ ہوگا جس کے دور میں اللہ تعالیٰ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ اس خلیفہ کا لقب امام مہدی ہے، جن کے دور میں (بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے) سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے۔ امام مہدی کے خروج وظہور کے بارے میں بعض صحیح وحسن احادیث باحوالہ وتصحیح درج ذیل ہیں:

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((کیف أنتم إذا نزل ابن مریم فیکم و إمامکم منکم ؟))

تمھارا اُس وقت کیا حال ہوگا جب ابن مریم تمھارے درمیان نازل ہوں گے اور تمھارا امام تم میں سے ہوگا؟ (صحیح بخاری: ٣٤٤٩، صحیح مسلم: ١٥٥، ترقیم دارالسلام: ٣٩٢)

اس حدیث میں امام سے مراد (ایک قول میں) امام مہدی آخر الزمان ہیں۔

دیکھئے ''اکمال اکمال المعلم'' لمحمد بن خلیفہ الوشتانی الاُبی (شرح اُبی علیٰ صحیح مسلم ج ١ص ٤٥٠، کتاب الایمان حدیث: ٢٤٤)

حافظ ابن حبان نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ نزولِ عیسیٰ بن مریم تک اُمت میں امامت (خلافت وحکومت) رہے گی۔

دیکھئے الاحسان (٢١٣/١٥ ح ٦٨٠٢، دوسرا نسخہ: ٦٧٦٤)

تنبیہ: بعض روایات میں ''فأمّکم'' کا لفظ آیا ہے، جس کی تشریح میں امام محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب المدنی رحمہ اللہ (متوفی ١٥٨ھ) نے فرمایا: ''**فأمّکم بکتاب ربکم عزوجل و سنۃ نبیّکم** صلی اللہ علیہ وسلم'' پھر وہ (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) تمھاری امامت

(حکومت) کریں گے: تمھارے رب عزوجل کی کتاب اور تمھارے نبی ﷺ کی سنت کے ساتھ۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان: ٢٤٦، ترقیم دارالسلام: ٣٩٤)

② سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ((لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على الحق ظاهرين إلٰى يوم القيامة)) قال: ((فينزل عيسى بن مريم عليه السلام فيقول أميرهم: تعال صلّ لنا، فيقول: لا ، إن بعضكم علٰى بعض أمراء ، تكرمة اللّٰه هذه الأمة.))

میری امت کا ایک گروہ قیامت تک ہمیشہ حق پر قتال کرتے ہوئے غالب رہے گا، پھر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو اُن (مسلمانوں) کا امیر کہے گا: آئیں! ہمیں نماز پڑھائیں تو وہ فرمائیں گے: نہیں، تم ایک دوسرے پر امراء ہو، اللہ نے اس اُمت کو فضیلت بخشی ہے۔ (صحیح مسلم: ١٥٦، دارالسلام: ٣٩٥)

حدیثِ مذکور میں امیر سے مراد مہدی ہیں۔

دیکھئے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح لملا علی القاری (٩/ ٤٤١ ح ٥٥٠٧)

③ سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يكون في آخر أمتي خليفة يحثي المال حثياً ولا يعدّه عدًّا .))

میری اُمت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو (لوگوں میں) گنے بغیر مال اُڑائے گا یعنی تقسیم کرے گا۔ (صحیح مسلم: ٢٩١٣، دارالسلام: ٧٣١٥، شرح السنۃ للبغوی ١٥/ ٨٦، ٨٧ ح ٤٢٨١ باب المہدی وقال: ''ھذا حدیث صحیح'' الخ)

اس حدیث میں خلیفہ سے مراد امام مہدی ہیں۔

④ سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يخرج في آخر أمتي المهدي ، يسقيه اللّٰه الغيث و تخرج الأرض نباتها و يعطي المال صحاحًا و تكثر الماشية و تعظم الأمة ، يعيش سبعًا أو ثمانيًا يعني حججًا .)) میری اُمت کے آخر میں مہدی آئے گا جس کے لئے اللہ بارشیں نازل

فرمائے گا اور زمین اپنی نباتات اُگل دے گی، عدل وانصاف سے مال تقسیم کرے گا، مویشی زیادہ ہو جائیں گے اور اُمت کا غلبہ ہوگا، وہ (اپنے ظہور کے بعد) سات یا آٹھ سال زندہ رہے گا۔ (المستدرک ۴/۵۵۷، ۵۵۸ ح ۸۶۷۳، وسندہ صحیح)

اسے حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح کہا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

نیز دیکھئے صحیح مسلم (۲۹۱۳، دارالسلام: ۷۳۱۵)

⑤ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((المهدي منا أهل البيت ، يصلحه الله في ليلة .))

مہدی ہم میں سے ہے: اہلِ بیت سے، اللہ اُسے ایک رات میں درست کر دے گا۔

(مسند احمد ۱/۸۴ ح ۶۴۵ وسندہ حسن، سنن ابن ماجہ: ۴۰۸۵)

اس حدیث کی سند حسن لذاتہ ہے۔ یاسین العجلی الکوفی اور ابراہیم بن محمد بن الحنفیہ دونوں جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہونے کی وجہ سے حسن الحدیث تھے اور اُن پر جرح مردود ہے۔ نیز دیکھئے سنن ابی داود (۴۲۸۳ وسندہ حسن) اور یہی مضمون فقرہ: ۸

⑥ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((المهدي من عترتي من ولد فاطمة .)) مہدی میرے اہل بیت میں سے: فاطمہ کی اولاد میں سے ہو گا۔ (سنن ابی داود: ۴۲۸۴ وسندہ حسن، سنن ابن ماجہ: ۴۰۸۶)

⑦ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لا تذهب الدنيا ـ أو لا تنقضي الدنيا ـ حتى يملك العرب رجل من أهل بيتي ، يواطئ اسمه اسمي .)) دنیا اُس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک عربوں کا بادشاہ (حاکم) میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نہ بن جائے جس کا نام میرے نام جیسا (یعنی محمد) ہو گا۔ (مسند احمد ۱/۳۷۷ ح ۳۵۷۳، ص ۴۳۰ ح ۴۰۹۸ وسندہ حسن، سنن ابی داود: ۴۲۸۲، سنن الترمذی: ۲۲۳۰ وقال: "حسن صحیح"، وصححہ الذہبی فی تلخیص المستدرک ۴/۴۴۲)

اس حدیث کے راوی قاری عاصم بن ابی النجود الکوفی رحمہ اللہ جمہور کے نزدیک موثق

ہونے کی وجہ سے حسن الحدیث تھے لہٰذا اُن پر جرح مردود ہے اور باقی سند صحیح لذاتہ ہے۔

فائدہ: فطر بن خلیفہ (صدوق حسن الحدیث وثقہ الجمہور) وغیرہ کی روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((و اسم أبیه اسم أبي .)) اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: نسخہ محمد عوامہ التقلیدی ۲۹۲/۲۱ ح ۳۸۸۰۲ وسندہ حسن، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۶۳/۱۰ ح ۱۰۲۱۳)

نیز دیکھئے صحیح ابن حبان (الاحسان: ٦٧٨٥، دوسرا نسخہ: ٦٨٢٤، موارد الظمآن: ١٨٧٨)

یعنی امام مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔

⑧ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لو لم یبق من الدهر إلا یوم لبعث اللّٰه عزوجل رجلاً من أهل بیتي یملؤها عدلاً کما ملئت جورًا .)) اگر دنیا میں سے صرف ایک دن باقی رہ گیا تو بھی اللہ تعالیٰ میرے اہلِ بیت میں سے ایک آدمی مبعوث فرمائے گا جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔

(سنن ابی داود: ۴۲۸۳ وسندہ حسن، فطر بن خلیفہ حسن الحدیث وباقی السند صحیح)

⑨ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((العجب إن ناسًا من أمتي یؤمون البیت برجل من قریش قد لجأ بالبیت حتی إذا کانوا بالبیداء خسف بهم .)) تعجب ہے کہ میری اُمت میں سے کچھ لوگ قریش کے ایک آدمی پر حملہ کرنے کے لئے بیت اللہ کا رُخ کریں گے جس نے بیت اللہ میں پناہ لے رکھی ہوگی پھر جب وہ بیداء (مقام) پر پہنچیں گے تو زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔ (صحیح مسلم: ۲۸۸۴، دارالسلام: ۷۲۴۴)

⑩ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یعوذ عائذ بالبیت فیبعث إلیه بعث فإذا کانوا ببیداء من الأرض خسف بهم .)) ایک پناہ لینے والا بیت اللہ میں پناہ لے گا پھر اس پر ایک لشکر حملہ کرے گا، جب وہ

بیداءزمین پر پہنچیں گے تو انھیں دھنسا دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم:۲۸۸۲،دارالسلام:۷۲۴۰)

ان احادیثِ مرفوعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت سے پہلے امام مہدی کا ظہور متواتر احادیث سے ثابت ہے اور یہ ایسا سچ ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے۔

بہت سے علمائے کرام نے خروجِ مہدی والی احادیث کو متواتر قرار دیا ہے مثلاً:

١: حافظ ابوالحسین محمد بن الحسین الآبری السجزی

(فتح الباری ٦/ ٤٩٣،٤٩٤ ح ٣٤٤٩، المنار المنیف لابن القیم ص ١٤١۔١٤٢)

٢: محمد بن جعفر بن ادریس الکتانی (نظم المتناثر من الحدیث المتواتر ص ٢٣٦ ح ٢٨٩)

تفصیل کے لئے دیکھئے ڈاکٹر عبدالعلیم بن عبدالعظیم البستوی کی کتاب "المهدي المنتظر في ضوء الأحاديث و الآثار الصحيحة" (ص ٤٠۔٤٣)

اب امام مہدی کے بارے میں بعض آثار پیشِ خدمت ہیں:

١: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فتنہ ہوگا، اس میں لوگ اس طرح تپیں گے جس طرح سونا بھٹی میں تپتا ہے لہٰذا اہلِ شام کو برا نہ کہو کیونکہ اُن میں ابدال ہیں اور شامی ظالموں کو بُرا کہو... پھر لوگ قتال کریں گے اور انھیں شکست ہوگی پھر ہاشمی ظاہر ہوگا تو اللہ تعالیٰ انھیں دوبارہ باہم شیر وشکر بنا دے گا اور اپنی نعمتوں کی فراوانی فرما دے گا پھر لوگ اسی حالت پر ہوں گے کہ دجال کا خروج ہوگا۔ (المستدرک للحاکم ٤/ ٥٥٣ ح ٨٦٥٨ وسندہ صحیح وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی)

٢: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ہم: اہلِ بیت میں سے ایک نوجوان لڑکا ظاہر ہوگا، اُس پر فتنے آئیں گے لیکن وہ فتنوں سے بچا رہے گا، وہ اس اُمت کا معاملہ سیدھا کر دے گا۔ الخ (السنن الواردۃ فی الفتن وغوائلھا والساعۃ وأشراطھا للدانی ج ٥ ص ١٠٤٣ ح ٥٥٩ وسندہ حسن، مصنف ابن ابی شیبہ ١٥/ ١٩٦ ح ٣٧٦٢٠)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "منا ثلاثة: منا السفاح و منا المنصور و منا المهدي" ہم میں سے تین ہیں: خون بہانے والا، جس کی مدد کی جائے گی اور مہدی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ١٥/ ١٩٧ ح ٣٧٦٣١ وسندہ حسن)

۳: ایک صحابی سے روایت ہے کہ اس وقت تک مہدی ظاہر نہیں ہوں گے جب تک نفسِ زکیہ قتل نہ ہو جائے...الخ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۹۹ح ۳۷۶۴۲ وسندہ حسن)

۴: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اہلِ کوفہ کے بارے میں فرمایا:

''**فإنھم أسعد الناس بالمھدي** '' کوفہ والے مہدی کے ساتھ خوش بخت ہوں گے۔

(الفتن للدانی ۵/۱۰۵۸، ۱۰۵۹ح ۵۷۸ وسندہ حسن)

ان احادیث اور آثار کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت سے پہلے محمد بن عبداللہ الفاطمی الہاشمی نام کے ایک خلیفہ ہوں گے جنھیں امام مہدی کہتے ہیں، اُن کے زمانے میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور رُوئے زمین پر دینِ اسلام کا غلبہ ہوگا۔

متعدد علمائے کرام نے امام مہدی کی احادیث کو صحیح و ثابت قرار دیا ہے مثلاً امام ترمذی، حافظ ابن حبان، حاکم، عقیلی اور ذہبی وغیرہم۔ دیکھئے مولانا محمد منیر قمر نواب الدین حفظہ اللہ کی کتاب: ''ظہورِ امام مہدی ایک اٹل حقیقت''

تنبیہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**ولا المھدي إلا عیسی بن مریم** '' اور عیسیٰ بن مریم کے علاوہ مہدی نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۴۰۳۹)

یہ روایت چار وجہ سے ضعیف یعنی مردود ہے:

۱: حسن بصری رحمہ اللہ مدلس تھے اور یہ روایت عن سے ہے۔

۲: محمد بن خالد الجندی مجہول راوی ہے اور اُس کی توثیق امام ابن معین سے ثابت نہیں ہے۔

۳: ابان بن صالح نے حسن بصری سے یہ حدیث نہیں سنی۔

۴: محدثینِ کرام میں سے کسی نے بھی اس روایت کو صحیح نہیں کہا بلکہ بیہقی، حاکم اور ذہبی وغیرہم نے اسے ''منکر'' یعنی ضعیف و مردود قرار دیا ہے۔

دیکھئے میری کتاب: تخریج النہایۃ فی الفتن والملاحم (مخطوط ص ۷۱، ۲۷ح ۱۰۷)

(۱۶/فروری ۲۰۰۹ء)

محمد زبیر صادق آبادی

آلِ دیو بند اپنے خود ساختہ اصولوں کی زد میں

(قسط نمبر ٦)

٥٤) دیوبندیوں کے ''امام'' سرفراز صفدر دیو بندی نے لکھا ہے: ''دیکھیے کہ حضرت ابن عباسؓ ایسے جلیل القدر اور مجتہد صحابی حضرت علیؓ کی کیسی تقلید کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ لم نتجاوزھا۔ ہم حضرت علیؓ کے فتوی سے ذرا بھی تجاوز نہ کریں گے۔''

(الکلام المفید ص ٩٤)

سرفراز صفدر نے اپنی اسی کتاب میں مزید لکھا ہے: ''اور تقلید جاہل ہی کیلئے ہے جو احکام اور دلائل سے ناواقف ہے....'' (الکلام المفید ص ٢٣٤)

دیکھئے سرفراز صفدر نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو مجتہد تسلیم کرنے کے باوجود تقلید کرنے والوں میں شمار کیا اور پھر اپنی اسی کتاب میں لکھ دیا کہ تقلید جاہل ہی کے لئے ہے جبکہ آلِ دیو بند کے مشہور مناظر منظور احمد نعمانی نے لفظ جاہل کے متعلق کہا:

''یہ لفظ برا اور بدتمیزی کا ہے۔'' (مناظرہ سلانوالی ص ٢٣)

جبکہ دوسری طرف ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے:

''مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور اپنے جیسے مجتہد کی تقلید حرام ہے۔ ہاں اپنے سے بڑے مجتہد کی تقلید جائز ہے یا نہیں، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جواز کے قائل ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ عدم جواز کے۔'' (تجلیات صفدر ج ٣ ص ٤٣٠)

ماسٹر امین اور سرفراز صفدر کے اصولوں کے مطابق سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تقلید کی تھی جو کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک جائز ہی نہیں تھی لہٰذا کہنا پڑے گا کہ یہ سب آلِ دیو بند کا صحابہ کرام پر بہتان ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہرگز تقلید کے قائل نہیں تھے۔

نیز دیکھئے ''دین میں تقلید کا مسئلہ'' (ص ٣٥، ٣٦)

۵۵) ماسٹرامین اوکاڑوی نے لکھا ہے:

’’اور چاروں امام فرماتے ہیں کہ رکوع میں ملنے والے مقتدی کی رکعت پوری شمار ہوتی ہے مگرامام بخاریؒ سب سے الگ ہیں۔جس طرح چاروں امام فرماتے ہیں کہ اگرعورت سے صحبت کرے تو انزال نہ بھی ہوتو غسل فرض ہے مگرامام بخاریؒ فرماتے ہیں صرف احوط ہے یعنی احتیاطاً کرے‘‘ (جزالقراءۃ مترجم امین اوکاڑوی ص ۲۵)

محمود عالم صفدر دیوبندی نے لکھا ہے: ’’یعنی جو شخص مذاہب اربعہ کو مرجوح جانے اور مذاہب اربعہ کے برخلاف کسی حدیث کو بزعم خود صحیح سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرے وہ بدعتی اور جہنمی ہے...‘‘ (فتوحات صفدر ج ۲ ص ۳۵۶، ۳۵۷، حاشیہ)

جبکہ دوسری طرف آلِ دیوبند کے ’’حکیم الاسلام‘‘ قاری محمد طیب دیوبندی نے کہا:

’’**<u>امام بخاریؒ اوران کی کتاب کی عظمت</u>:** امام بخاریؒ کی جلالتِ شان اورجلالتِ قدر سے کون مسلمان ناواقف ہے اہل علم میں کون ہے جو ناواقف ہے۔ان کی تصنیف یا تالیف صحیح بخاری کی عظمت وجلالت پوری امّت پر واضح ہے۔امت نے اجتماعی طور پر تلقی بالقبول کی ہے اوراصح الکتب بعد کتاب اللہ ہونے کی شہادت دی ہے اس لئے مولف بھی جلیل القدر، کتاب بھی جلیل القدر، کتاب کا موضوع ہے حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و افعالہ واقوالہ وتقریراتہ

اس لئے موضوع بھی مبارک، مصنف بھی مبارک، تصنیف بھی مبارک، حق تعالیٰ ہم سب کو بھی مبارک بنادے کہ اس کے سلسلے میں ہم سب سامنے آرہے ہیں۔‘‘

(خطبات حکیم الاسلام ج ۵ ص ۲۴۱)

قاری محمد طیب نے امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق مزید کہا: ’’جہاں تک مصنف کی ذات کا تعلق ہے وہ مسلمانوں کے قلوب میں آفتاب سے زیادہ مرکوز اور روشن ہے۔کوئی زیادہ تعارف کرانے کی ضرورت نہیں ہے اوائل میں سے ہیں, متقدمین میں سے ہیں, امام ہیں، حافظ ہیں اور مصنف ہیں۔تمام اوصاف کمال جو اہل علم میں ہوتی ہیں۔حق تعالیٰ نے ان

میں جمع فرمائی ہیں۔" (خطبات حکیم الاسلام ج٦ص ٦٥)

قاری محمد طیب نے امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق مزید کہا:" جہاں تک امام کی عظمت اور جلالت کا تعلق ہے۔ حافظہ، عدل واتقان، زہد وتقویٰ اور دیانت وہ اس سے زیادہ مشہور ہے جتنا کہ آفتاب کو ہم دیکھتے ہیں۔ پوری امت نے امام کی تلقی بالقبول کی ہے۔"

(خطبات حکیم الاسلام ج٦ص ٦٥۔٦٦)

ماسٹر امین اوکاڑوی کے قول کے مطابق امام بخاری رحمہ اللہ نے ائمۂ اربعہ کی مخالفت کی ہے اور محمود عالم صفدر کے اصول کے مطابق ائمۂ اربعہ کے مذاہب سے باہر نکلنے والا بدعتی اور جہنمی ہے اور قاری طیب کے نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کی جلالتِ شان اور جلالتِ قدر پر تمام مسلمان نے تلقی بالقبول کی ہے۔

اب دیوبندی ہی بتائیں! کہ کس کی بات صحیح اور کس کی بات غلط ہے؟

کھجوریں اور قرض

حافظ زبیر علی زئی

ایک طویل حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا: خویلہ بنت حکیم بن امیہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس جاؤ، پھر اُسے کہو: رسول اللہ ﷺ تجھے کہتے ہیں کہ اگر تمھارے پاس جمع شدہ (عجوہ) کھجوروں کا ایک وسق (تقریباً 150 کلو گرام) ہے تو ہمیں قرض دے دو، ہم ان شاءاللہ تمھیں یہ بعد میں واپس کر دیں گے۔ پھر آپ نے اُن سے کھجوریں لے لیں اور اُس اعرابی کو دے دیں، جس سے آپ نے ایک اونٹ یا اونٹوں کا سودا کیا تھا۔ دیکھئے مسند الامام احمد (٦/٢٦٨، ٢٦٩ ح ٢٦٣١٢ وسندہ حسن، السنن الکبریٰ للبیہقی ٦/٢٠ بسند آخر وسندہ حسن فالحدیث صحیح)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے پینے کی چیزیں وغیرہ ایک دوسرے سے بطورِ قرض لینا دینا جائز ہے۔ والحمدللہ

محمد زبیر صادق آبادی

آلِ دیوبند اور موقوفاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

[جس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہ ہو بلکہ صرف صحابی کا قول یا فعل ہو تو اُسے موقوف کہتے ہیں۔ بعض لوگ تمام اہلِ حدیث کے بارے میں یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ اہلِ حدیث موقوفاتِ صحابہ کو حجت نہیں مانتے۔ اس مختصر اور جامع مضمون میں آلِ دیوبند کی کتابوں اور عبارات سے حوالے پیش کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آلِ دیوبند کے نزدیک موقوفاتِ صحابہ حجت نہیں ہیں اور جب کسی صحابی کا قول یا فعل ان تقلیدیوں کے خلاف ہو تو سب سے پہلے یہی لوگ اُسے رد کر دیتے ہیں۔!]

الیاس گھمن دیوبندی کے کسی چہیتے محمد عمران صفدر دیوبندی نے لکھا ہے:

''رافضیوں نے صحابہؓ کے ایمان کو غیر معتبر قرار دیا اور چھوٹے رافضیوں (غیر مقلدین) نے صحابہؓ کے افعال واقوال کو حجت ماننے سے انکار کر دیا۔

اعوذ باللہ من شرور الغیر مقلدین'' (قافلۂ حق جلد ا شمارہ نمبر ۲ ص ۴۱)

قارئین کرام! آپ درج ذیل دیوبندی مقلدین اور ان کے اکابرین کے اقوال پڑھیں تو دیوبندی اصول کے مطابق اعوذ باللہ من شرور الدیوبندیین کہنا پڑے گا۔

۱: سرفراز خان صفدر دیوبندی نے لکھا ہے: ''اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابی کا قول خصوصاً حضرت عبداللہؓ بن مسعود جیسے بارگاہِ نبوّت میں معتمد علیہ کا، اپنے مقام پر ایک وزنی دلیل ہے۔ مگر اُصولِ حدیث کے رُو سے مرفوع اور موقوف کا جو فرق ہے وہ بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے۔ جو حیثیت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرفوع حدیث کی ہے وہ یقیناً کسی صحابی کے قول کی نہیں ہے، اگرچہ وہ صحیح بھی ہو۔'' (راہِ سنت ص ۱۱۴)

۲: دیوبندیوں کے ''شیخ الحدیث'' اور ''شیخ الہند'' محمود حسن دیوبندی نے کہا تھا:

"باقی فعلِ صحابی وہ کوئی حجۃ نہیں۔" (تقاریر شیخ الہند ص۳۰)

۳: دوسری جگہ کہا ہے: "یہ ایک صحابی کا قول حنفیہ پر حجت نہیں ہوسکتا۔" (تقاریر شیخ الہند ص۴۳)

۴: محمد انور شاہ کشمیری سابقہ "شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند" نے مقدمہ بہاول پور میں عدالت کو بیان دیتے ہوئے کہا تھا کہ قول صحابی کا حجت نہیں ہوتا جیسا کہ نبی کا قول ہوتا ہے۔ (دیکھئے روداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور ج ا ص ۴۴۵ جلد ا، بحوالہ حدیث اور اہل تقلید ج ا ص ۳۶)

۵: خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی نے لکھا ہے: "**وھو مذھب صحابی لا یقوم به حجة علٰی أحد**" اور یہ صحابی کا مذہب ہے، جو کسی ایک پر بھی حجت نہیں ہے۔

(بذل المجہود ۵/۳۹ ح۸۲۱)

۶: آلِ دیوبند کے امام ملا علی قاری (حنفی) نے لکھا: "**وھو مذھب صحابي لا یقوم به حجة علی أحد**" اور یہ صحابی کا مذہب ہے، جو کسی ایک پر بھی حجت نہیں ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ۲/۵۴۹ ح ۸۲۳)

اگر کوئی کہے کہ ہمارے مذہب میں صحابہ کا قول حجت نہیں تو ایسے شخص کے متعلق الیاس گھمن دیوبندی کے چہیتے عبدالغنی طارق لدھیانوی دیوبندی نے لکھا ہے: "آئندہ ایسی بات زبان سے نکالی تو زبان کھینچ کر کتے کے سامنے ڈالدونگا۔" (شادی کی پہلی دس راتیں ص ۹)

۷: ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے کہا: "ولا حجة في قول الصحابي في معارضة المرفوع" إلخ مرفوع حدیث کے مقابلے میں صحابی کا قول حجت نہیں ہوتا۔

(اعلاء السنن ۱/۴۳۸ ح ۴۳۲، الحدیث: ۴۷ ص ۴۵)

۸: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے دیوبندیوں کے "شیخ الحدیث" محمد تقی عثمانی نے کہا: "یہ روایت موقوف ہے "فلا حجة فیه۔"

(درس ترمذی ج ۲ ص ۱۶۹)

۹: محمد تقی عثمانی دیوبندی نے کہا: "حنفیہ کی طرف سے اُس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر ثابت نہیں، اور بغیر آپ ﷺ کی تقریر کے دوسری

احادیث کے مقابلہ میں صحابی کا فعل حجت نہیں ہوسکتا،'' (درس ترمذی ج ا ص ۳۱۹)

۱۰: محمد تقی عثمانی دیوبندی نے مزید کہا:

''لہٰذا اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ یہ حضرت ابن عمرؓ کا اپنا عمل اور اجتہاد ہے، احادیثِ مرفوعہ میں اس تفریق کی کوئی بنیاد مروی نہیں، نیز صحابی کا اجتہاد حجت نہیں، خاص طور سے جبکہ اس کے بالمقابل دوسرے صحابہ کے آثار اس کے خلاف موجود ہوں،'' (درس ترمذی ج ا ص ۱۹۱)

۱۱: محمد تقی عثمانی نے کہا: ''سوال تو یہ حضرت ابو ہریرہؓ کا اپنا اجتہاد ہے جو احادیث مرفوعہ کے مقابلہ میں حجت نہیں،'' (درس ترمذی جلد۲ ص ۸۴)

۱۲: محمد تقی عثمانی دیوبندی نے مزید کہا: ''اب صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اثر رہ جاتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اوّلاً تو اس میں شدید اضطراب ہے، دوسرے اگر بالفرض اسے سنداً صحیح مان بھی لیا جائے تو بھی وہ ایک صحابی کا اجتہاد ہوسکتا ہے، جو حدیثِ مرفوع کے مقابلہ میں حجت نہیں،'' (درس ترمذی ج ا ص ۲۸۳)

جبکہ اہلِ حدیث پر طنز کرتے ہوئے اسماعیل جھنگوی نے لکھا:

''ایک نیا حوالہ ملاحظہ فرمائیں اور وہابی کی فہم دانی کی وسعت کا اندازہ لگائیں۔ یہ میرے ہاتھ میں فتاویٰ برکاتیہ ہے، جس کے ص ۳۶ پر لکھا ہے۔

''عبداللہ بن مسعودؓ کا عمل اگر صحیح سند کے ساتھ بھی ثابت ہو تو نبیؐ کے عمل کے خلاف ان کا عمل ہمارے لیے دلیل نہیں ہے!''

اس عبارت کو بار بار دیکھیں پڑھیں غور کریں کہ اس سے صحابہ کرامؓ پر اپنی عقل وفہم کو فوقیت دی جارہی ہے یا نہیں۔'' (تحفۂ اہلِ حدیث حصہ سوم ص ۴۹)

اسماعیل جھنگوی اور ان کے دیگر ہمنوا دیوبندیوں کی ''خدمت'' میں گزارش ہے کہ تقی عثمانی کی عبارت کو بار بار پڑھیں اور ان دونوں عبارتوں میں فرق کو واضح کریں۔

۱۳: مفتی جمیل احمد نذیری دیوبندی نے لکھا: ''ہاں بعض صحابہ کرامؓ سے ایک رکعت وتر پڑھنے کی بھی روایتیں ملتی ہیں مگر یہ اُن کا اپنا اجتہاد تھا۔ جو احادیثِ مرفوعہ کثیرہ کے مقابلے

میں حجت نہیں۔'' (رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز ص ۲۵۹)

اگر یہی آثار دیوبندیوں کے تقلیدی مذہب کے موافق ہوتے تو انھوں نے کہنا تھا کہ صحابہ کرامؓ نماز جیسی اہم عبادت اپنی مرضی سے ادا نہیں کر سکتے تھے لہٰذا یہ آثار مرفوع کے حکم میں ہیں جیسا کہ یہ لوگ گردن پر مسح کے بارے میں غیر ثابت شدہ آثار کے بارے میں کہتے رہتے ہیں۔!

۱۴: محمد تقی عثمانی دیوبندی نے فرمایا: ''رہا دوسرا طریق سو وہ بھی صحیح ہے لیکن اس سے بھی شافعیہ وغیرہ کے مذہب پر کوئی صریح دلیل مرفوع قائم نہیں ہوتی کیونکہ وہ حضرت عبادہؓ کا اپنا اجتہاد ہے، یعنی انہوں نے ''لا صلاة لمن لم يقرأ '' والی حدیث کو امام اور مقتدی دونوں کیلئے عام سمجھا اور اس سے یہ حکم مستنبط کیا کہ مقتدی پر بھی قراءت فاتحہ واجب ہے لیکن ان کا یہ استنباط احادیثِ مرفوعہ کے مقابلہ میں حجت نہیں ہوسکتا۔'' (درس ترمذی ج ۲ ص ۷۵)

۱۵: دیوبندیوں کے ''امام'' سرفراز خان صفدر کڑمنگی گکھڑوی نے لکھا:

''حضرت عبادہؓ بن الصامت نے صحیح سمجھا یا غلط بہر حال یہ بالکل صحیح بات ہے کہ حضرت عبادہؓ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے اور ان کی یہی تحقیق اور یہی مسلک و مذہب تھا مگر فہم صحابی اور موقوف صحابی حجت نہیں ہے خصوصاً قرآن کریم، صحیح احادیث اور جمہور صحابہ کرامؓ کے آثار کے مقابلہ میں .....'' (احسن الکلام ج ۲ ص ۱۴۲، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۱۵٦)

۱٦: سرفراز صفدر نے ایک دوسری جگہ لکھا: ''بے شک حضرت عائشہؓ سماع موتی کی قائل نہ تھیں مگر ہم نے کلمہ تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا پڑھا ہے آپؐ فرماتے ہیں۔ المیّت یسمع تو آپؐ کی بات مانیں یا حضرت عائشہؓ کی؟'' (خزائن السنن ج ۳ ص ٦۴)

۱۷: فقیر اللہ دیوبندی نے لکھا: ''ثانیًا : اس لئے کہ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا قول اور فتویٰ ہے۔ جو مدرک بالقیاس ہے، مرفوع حدیث نہیں ہے۔ اور صحابی کا وہ قول اور فتویٰ جو مدرک بالقیاس ہو وہ بالاتفاق حجت نہیں ہے۔'' (خاتمۃ الکلام ص ۵۵۰)

۱۸: ماسٹر امین اوکاڑوی نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا:

''حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے تفردات سب صحابہؓ کے مقابلہ میں اہل سنت والجماعت نے

قبول نہیں کیے۔ مثلاً آپ عیدین سے پہلے اذان واقامت کے بھی قائل تھے۔ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے کے بھی قائل تھے'' (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۲۹۹)

۱۹: سرفراز خان صفدر نے کہا:

''مرفوع احادیث کے مقابلہ میں موقوف کوئی حجت نہیں۔'' (خزائن السنن ج ۱ ص ۱۷۹)

۲۰: امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ، حسن بصری اور قتادہ رحمہما اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ سجدہ سہو کے بعد تشہد نہیں۔ دیکھئے صحیح بخاری (ج ۱ ص ۱۶۳)

سرفراز صفدر دیوبندی نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا:

''لیکن امام بخاریؒ کا یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ یہ موقوفات ہیں اور مقابلہ میں صریح، صحیح و مرفوع روایات ہیں ان کے مقابلہ میں موقوفات کا کیا معنیٰ؟'' (خزائن السنن ج ۲ ص ۱۴۳)

۲۱: اشرفعلی تھانوی کے خلیفہ عبدالماجد دریا آبادی دیوبندی نے لکھا:

''زلّات اور خطا اجتہادی سے صحابہ تک خالی نہیں۔ چہ جائیکہ دوسرے بُزرگ جواُن سے بہر صورت کم تر ہیں۔'' (حکیم الامت ص ۲۷۵)

۲۲: عبدالقیوم حقانی دیوبندی نے لکھا: ''سب سے زیادہ معقول اور صحیح جواب یہ ہے کہ یہ حضرت ابن عمرؓ کا اپنا عمل اور ذاتی اجتہاد ہے جب کہ مرفوع احادیث میں بنیان اور صحاریٰ کے درمیان اس تفریق کی کوئی بنیاد موجود نہیں ہے پھر صحابیؓ کا اجتہاد حجت بھی نہیں خاص طور پر جب اس کے مقابلہ میں دیگر صحابہ کرامؓ سے آثار موجود ہوں۔'' (توضیح السنن ج ۱ ص ۲۰۵)

۲۳: ابوداود (ج ۱ ص ۲۶) کی روایت ہے کہ ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) نے نماز شروع کی ہوئی تھی بحالتِ نماز انھیں تیر لگا خون جاری ہوگیا اور وہ بدستور نماز میں مشغول رہے، اگر سیلانِ دم ناقض وضو ہوتا تو اُن کی نماز کیسے برقرار رہتی؟

سرفراز صفدر دیوبندی نے صحابی کا یہ فعل نقل کر کے اس کو حجت تسلیم نہیں کیا بلکہ اس کے مقابلے میں اپنے ہی ایک دیوبندی کا قول یوں پیش کیا: ''مولانا سہارنپوریؒ بذل المجھود ج ۱ ص ۱۲۲ میں لکھتے ہیں کہ صحابیؓ کی یہ کاروائی از خود تھی۔ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا اس پر

عمل نہ تھا۔ نہ آپ ؐ کو علم تھا، اور نہ آپ ؐ نے یہ حکم دیا تھا۔'' (خزائن السنن ج ۱ ص ۱۸۲)

۲۴: اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے کہا:

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مذہب جماعت ثانیہ تھا۔'' (ملفوظات حکیم الامت ج ۲۶ ص ۲۰۱)

اس کے متصل بعد سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے فعل کو حجت تسلیم کرنے کے بجائے تھانوی نے کہا:

''اب چونکہ اس کے خلاف اجماع ہو گیا ہے اس واسطے پہلے کا عمل مرتفع ہو جائے گا۔''

(ایضاً ص ۲۰۱)

اگر دیوبندیوں کے نزدیک فعلِ صحابی حجت ہوتا تو اس خودساختہ اجماع کی پرواہی نہ کرتے۔

۲۵: زکریا تبلیغی دیوبندی نے کہا: ''اسی طرح بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بعض بڑی خطائیں سرزد ہو جانے پر کبھی بھی کوئی خلجان طبیعت میں نہیں آیا جبکہ مشائخ عظام سے ایسی خطاؤں کا صدور بعید تر ہے اور کوئی بڑے سے بڑا شیخ بھی ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا....'' (شریعت وطریقت کا تلازم ص ۱۱، سوانح...محمد زکریا[تبلیغی دیوبندی] ص ۲۷۸، تصنیف ابوالحسن ندوی)

۲۶: سرفراز صفدر حیاتی دیوبندی نے مماتی دیوبندیوں سے الجھتے ہوئے ایک عنوان قائم کیا: ''بعض تفردات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا'' پھر اس عنوان کے تحت کہا:

''وکانت عائشة رضی اللہ عنہا یومها عبد ها ذکوان من المصحف (بخاری ج ۱ ص ۹۶) جبکہ امام صاحبؒ کے نزدیک یہ کاروائی عمل کثیر ہونے کی وجہ سے مفسد صلوٰۃ ہے۔ (حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۹۶۔ کیا اپنے آپ کو حنفی کہلانے والے ان اُمور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسلک کے قائل ہیں؟ ان میں اُمِّ المومنین رضی اللہ عنہا کی کیوں مخالفت کرتے ہیں؟'' (خزائن السنن ج ۳ ص ۶۴)

مماتی دیوبندیوں کو سرفراز صفدر حیاتی دیوبندی یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ جس طرح ہم دونوں گروہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعض آثار کی مخالفت کی ہے لیکن اس کے باوجود ہماری حنفیت میں کوئی فرق نہیں پڑا اسی طرح سماع موتی کے مسئلہ میں ان کی مخالفت سے ہماری حنفیت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔!!

۲۷: ماسٹر امین اوکاڑوی نے حسن بصری کی طرف منسوب ایک جھوٹی روایت کے سہارے

یہ دعویٰ کیا ہے کہ ''سب مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں، جن کے صرف آخر میں سلام پھیرا جاتا ہے۔'' (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۵٦٤)

لیکن خود ہی دوسری جگہ لکھا: ''حضرت سعدؓ نے ایک وتر پڑھا'' الخ (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۵۷۱)

ایک اور جگہ لکھا: ''بہر حال اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے ایک رکعت وتر پڑھا،'' (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۵۷۲)

ماسٹر اوکاڑوی بجائے اس کے کہ فعل صحابہ کرامؓ کو حجت تسلیم کرتے ہوئے ایک وتر کا اقرار کرتے لیکن انھوں نے تو ایک وتر کا انکار کرنے کے لئے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے: ''یعنی ایک وتر کے باقی رہنے پر ان کے پاس کوئی صریح حدیث نہیں ہے۔'' (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۵۷۲)

اور مزید لکھا ہے کہ ''ایک رکعت وتر جائز نہیں رہے،'' الخ (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۵۷۳)

۲۸: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک نماز میں قراءت صرف سورۃ فاتحہ ہی کی واجب ہے جیسا کہ صحیح بخاری (ج ۱ ص ۱۰٦ ح ۷۷۲) صحیح مسلم (ج ۱ ص ۱۷۰ ح ۳۹٦) میں ان کا یہ فتویٰ موجود ہے، دیوبندیوں کے امام سرفراز صفدر اس کی سند پر کلام کرنے کی ہمت تو نہ کر سکے لیکن تسلیم کرنے کی بجائے انکار ان الفاظ میں کیا: ''مبارکپوری صاحبؒ نے کفایتِ سورۂ فاتحہ پر حضرت ابو ہریرہؓ کی جو روایت پیش کی ہے وہ ان کے لئے ہرگز مفیدِ مطلب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ حضرت ابو ہریرہؓ پر موقوف ہے اور کسی مرفوع اور صحیح روایت میں اس قسم کے الفاظ منقول نہیں ہیں (دیکھئے فتح الملہم جلد ۲ ص ۳۱ وغیرہ)''

(احسن الکلام ج ۲ ص ۳۲، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۳۵)

قارئین کرام! دیوبندیوں نے آثارِ صحابہ کو حجت تو کیا تسلیم کرنا تھا، یہ لوگ تو صحابہ کرام کی گستاخی سے بھی باز نہ آئے چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ الہند محمود حسن دیوبندی نے کہا:

''حنفیہ کہتے ہیں کہ فاطمہؓ کو سکنیٰ اس لئے نہ دلوایا گیا کہ وہ زبان دراز تھیں۔''

(تقاریر شیخ الہند ص ۱۳۳)

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے بارے میں ایک اور دیوبندی نے کہا: ''(خدا جانے سچ کہتی ہے یا جھوٹ بولتی ہے)'' (ترجمان احناف ص ۱۹۹، مرتب مشتاق علی شاہ دیوبندی)

۲۹: سرفراز صفدر کے بیٹے عبدالقدوس خان قارن نے کہا:

''احناف میں سے عیسیٰ بن ابان نے (جو کہ امام شافعیؒ کے ہم عصر ہیں) کہا ہے کہ مصراۃ والی حدیث صرف حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ چونکہ غیر فقیہ ہیں اس لیے ان کی یہ روایت قیاس کے خلاف ہونے کی وجہ سے متروک ہے اور اسی سے بعض حضرات نے اصول فقہ کی کتابوں مثلاً نور الانوار ص ۱۸۳ اور اصول الشاشی ص ۷۵ وغیرہ میں لکھ دیا ہے مگر یہ نظریہ جمہور احناف کا نہیں بلکہ صرف عیسیٰ بن ابانؒ کا ہے...''

(خزائن السنن جلد دوم ص ۱۰۷، تالیف عبدالقدوس خان قارن)

صحابہ کرامؓ کے قول و فعل کو حجت ماننا تو درکنار یہاں تو آلِ دیوبند کے اکابر نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ کہہ کر ان کی بیان کردہ حدیث کو ہی متروک کہہ ڈالا ہے اور اپنے خود ساختہ قیاس کو ترجیح دی ہے، یہ اتنی بڑی گستاخی ہے کہ اس کا احساس بعض آلِ دیوبند کو بھی ہوا چنانچہ انور شاہ کشمیری نے کہا:

''حضرت ابو ہریرہؓ کو غیر فقیہ کہنا اور پھر یہ کہنا کہ غیر فقیہ کی روایت کا اعتبار نہیں یہ ایسی بات ہے کہ اس کو کتابوں سے نکال دینا چاہیے (العرف الشذی ص ۳۹۴)''

(خزائن السنن جلد دوم ص ۱۰۸، از عبدالقدوس خان قارن)

لیکن افسوس کہ کشمیری کی بات پر ابھی تک عمل نہیں کیا گیا۔ دیوبندیوں کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ حافظ ثناء اللہ زاہدی حفظہ اللہ نے نور الانوار پر ایک جامع تعلیق سپردِ قلم کی ہے، اس کی تیسری جلد ص ۲۴۵ تا ۲۴۶ پر باحوالہ اٹھارہ (۱۸) فقہاء احناف سے ثابت کیا ہے کہ انھوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ کہا ہے۔

اگر بالفرض آلِ دیوبند ان کتابوں سے ایسی عبارتیں نکال بھی دیں لیکن جن فقہاءِ احناف نے صحابہ کرام کو غیر فقیہ کہا ہے، ان کے بارے میں آلِ دیوبند کا کیا خیال

ہے؟ کیونکہ اگر کسی اہلِ حدیث نے ایسی بات کی ہوتی تو آلِ دیوبند اُس کو شیعہ، رافضی اور نہ جانے کیا کیا القاب دیتے ؟!

۳۰: سعید احمد پالنپوری ''محدث دارالعلوم دیوبند'' نے لکھا:

''اس لئے حضرت عثمانؓ کا خیارِ عیب کی وجہ سے غلام کے لوٹانے کا فیصلہ کرنا درست نہ تھا، اگر حضرت عثمانؓ کو حقیقتِ حال کا پتہ ہوتا تو وہ ہرگز غلام واپس لینے کا فیصلہ نہ کرتے ؛''

(ادلہ کاملہ ص ۱۲۸، ۱۲۹)

۳۱: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آل دیوبند لکھتے ہیں کہ '' آپ نے فرمایا امام چار چیزوں کو آہستہ کہے (۱) اعوذ باللہ (۲) بسم اللہ (۳) آمین (۴) ربنا لک الحمد'' (نماز مدلل ص ۱۲۵، حدیث اور اہل حدیث ص ۳۷۶، رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز ص ۱۷۲، تجلیات صفدر ۳/ ۱۲۷)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اثر چونکہ ان سے ثابت ہی نہیں اس لئے اہلِ حدیث کے نزدیک حجت نہیں لیکن آل دیوبند کے نزدیک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ اثر ثابت ہے، اس کے باوجود اس اثر کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ دیوبندی امام ربنا لک الحمد نہیں کہتا چنانچہ مفتی جمیل دیوبندی نے لکھا ہے: ''رکوع مکمل کرنے کے بعد سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے۔ اگر امام ہو تو صرف اتنا ہی کہے اور مقتدی کہیں رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ ، اور اگر تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو دونوں کہے۔'' (رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز ص ۲۲۲)

سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد کے متعلق ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''ہم نے دونوں میں تطبیق دی کہ دونوں ذکروں کو جمع کرنا اکیلے نمازی کے لئے ہے اور تقسیم امام اور مقتدی کے لئے ہے (اصولِ کرخی صفحہ ۸۴، ۸۵)'' (تجلیات صفدر ۶/ ۳۶۱)

دیکھئے! ماسٹر اوکاڑوی نے بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مذکورہ اثر کو ایک جگہ اپنی تائید میں نقل کیا اور پھر دوسری جگہ کسی کرخی کے پیچھے لگ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کو چھوڑ دیا۔

اب دیوبندی بتائیں کہ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس حکم کو کیوں نہیں مانتے؟

تنبیہ: حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے الحدیث نمبر ۳۰ ص ۳۰ تا ۴۲ پر صحیح و ثابت اکتالیس

(۴۱) آثار صحابہ ایسے پیش کئے ہیں جن کی مخالفت میں آلِ دیوبند ہمہ وقت کمر بستہ ہیں۔

آخر میں عرض ہے کہ آل دیوبند یا ان کے اکابر نے بعض احادیث پر عمل نہ کرنے کے لئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ذات کو نشانہ بنایا ہے مثلاً:

۱: پاؤں سے پاؤں ملانے والی حدیث پر عمل نہ کرنے کے لئے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''حضرت انسؓ بھی حضور علیہ السلام کے زمانے میں نابالغ تھے اور پچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے''

مزید کہا: ''حضرت انسؓ نے اپنے بچنے میں جو کام کیا بچوں کے ساتھ وہ روایت کیا، لیکن جب وہ بڑے ہو گئے تو صحابہ و تابعین ان کے بچنے کی عادت سے بیزار تھے''

(حاشیہ تفہیم البخاری علیٰ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۳۷۰ ﴿/ بچپنے کی جگہ بچنے چھپ گیا ہے۔)

۲۔۳: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی رفع یدین والی حدیث پر عمل نہ کرنے کے لئے امین اوکاڑوی نے کہا: ''مگر امام بخاریؒ اس باب میں مہاجر یا انصاری کی حدیث نہیں لائے۔ ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے لائے ہیں جو کم عمر یا صغار صحابہ میں تھے اور پچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے۔ اور ایک حضرت مالک بن الحویرثؓ سے جو صرف بیس راتیں آپ کے پاس مسافرانہ حالت میں مقیم رہے'' (تفہیم البخاری جلد ۱ ص ۳۷۵)

اوکاڑوی نے مزید کہا: ''اسی طرح امام بخاریؒ نے کسی بدری صحابی سے نہیں بلکہ ایک بچے ابن عمرؓ اور ایک بیس رات کے مسافر حضرت مالک بن الحویرثؓ سے رفع یدین نامکمل ۹ جگہ ثابت کی'' (تجلیات صفدر جلد ۷ ص ۹۴)

۴: سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے متعلق اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''امام مسلمؒ نے ایک چھلانگ اور لگائی اور ان دو کے ساتھ ایک مسافر صحابی حضرت وائل بن حجرؓ اور تلاش کر لیا۔''

(تجلیات صفدر جلد ۷ ص ۹۴)

۵: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدرالدین عینی حنفی نے کہا: ''و یحتمل أن یکون أنس نسي في تلك الحال لکبر سنه و قد وقع هذا کثیرًا ... ''اور اس کا احتمال

ہے کہ انس اس حال میں بڑھاپے کی وجہ سے بھول گئے ہوں اور اس طرح کی باتیں کثرت سے واقع ہوئی ہیں۔ (عمدۃ القاری جلد ۵ ص ۲۹۱ ح ۷۴۳/ ۱۳۱، باب مایقول بعد التکبیر)

اس عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے غلام رسول سعیدی بریلوی نے لکھا ہے:

''اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دار قطنی کی روایت حضرت انس کے بڑھاپے کی روایت ہو اور بڑھاپے میں انسان بعض باتیں بھول جاتا ہے۔'' (شرح صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۱۵۴)

اگر ایسا اعتراض کسی غیر حنفی نے کیا ہوتا تو دیوبندی اسے گستاخی قرار دیتے مثلاً تقی عثمانی دیوبندی نے کہا: ''آخر میں ابوبکر بن اسحاق شافعیؒ نے بطور اعتراض یہ کہا ہے کہ جس طرح حضرت ابن مسعودؓ کو تطبیق فی الرکوع کے نسخ کا علم نہ ہوا تھا اسی طرح رفع یدین کے مسئلہ میں بھی وہ لاعلم رہے، یا ان سے سہو ہو گیا'' (درس ترمذی جلد ۲ ص ۳۱)

تقی عثمانی نے اس اعتراض کو نقل کر کے کہا: ''لیکن اس گستاخانہ اعتراض کی لغویت اتنی ظاہر ہے کہ جواب دینے کی ضرورت نہیں'' (درس ترمذی جلد ۲ ص ۳۱)

٦: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور بدعتی زاہد بن حسن کوثری نے لکھا ہے:

''نیز سر کچلنے والی روایت کرنے میں حضرت انس رضی اللہ منفرد ہیں اور انہوں نے یہ روایت بڑھاپے کے دور میں کی۔ جیسا کہ اونٹوں کا پیشاب پینے والی روایت کرنے میں وہ منفرد ہیں... اور ابو حنیفہؒ کا نظریہ یہ ہے کہ بے شک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہونے کے باوجود امی ہونے کی وجہ سے یا بڑھاپے کی وجہ سے قلت ضبط سے معصوم نہیں ہیں تو تعارض کے وقت ان میں سے فقیہ کی روایت کو دوسرے کی روایت پر ترجیح ہو گی۔ اور اسی طرح غلطی کے گمان کو دور کرنے کے لیے بوڑھے کی روایت پر دوسرے کی روایت کو ترجیح ہو گی۔''

(ابو حنیفہ کا عادلانہ دفاع از عبدالقدوس قارن دیوبندی ص ۲۱۳، تانیب الخطیب ص ۸۰)

تنبیہ: اس گستاخ عبارت پر رد کے لئے دیکھئے التنکیل بما فی تانیب الکوثری من الاباطیل (۱/ ۶۵۔۶۹، طلیعۃ التنکیل ص ۹۸۔۱۰۶)

۷: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے متعلق ملا جیون حنفی نے لکھا ہے:

''غیر معروف الفقہ والاجتہاد'' (فتوحات صفدر جلد۳ص۳۸۲)

تنبیہ: محمود عالم صفدر دیوبندی حیاتی کے بقول یونس نعمانی مماتی نے یہ الفاظ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا انکار کرنے کے لئے پیش کئے تھے اور ماسٹر امین اوکاڑوی نے ان الفاظ پر جو تبصرہ کیا وہ یہ ہے: ''باقی مولوی صاحب نے ایک بہت بڑی بات کہی ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی بھی کہا کرتا تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جو صحابی ہیں نہ عادل ہیں، نہ فقیہ ہیں، نہ اس کو دین کی سمجھ تھی۔ پہلے تو یہ کہا کرتے تھے۔ کہ ہم ان حدیثوں کو اس لئے نہیں مانتے کہ اس میں سدّی ہے اس میں فلاں ہے۔ اب پتا چلا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ کے منکر ہیں۔ اور یہ یونس نعمانی اپنے بارے میں یہ بات تقریر میں کھڑے ہوکر کبھی نہیں کہے گا کہ میں دین میں بے سمجھ ہوں۔ یہ اپنے بارے میں کبھی نہیں کہے گا کہ میں عادل نہیں ہوں فاسق ہوں۔ لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس نے وہ بات کہی ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کہا کرتا تھا...اور یہ بات اس کے استاد (محمد حسین نیلوی) نے لکھی ہے۔ یہ ندائے حق صفحہ ۱۳۵ ہے اب پتا چلا کہ ادھر ادھر کا نام تو ویسے لیتے تھے اصل میں یہ صحابہ رضی اللہ عنہ کے دشمن ہیں۔ جب صحابہ کے دشمن ہیں تو اب آپ کونسی حدیث مانیں گے؟''

(فتوحات صفدر جلد۳ص۳۸۰۔۳۸۱)

ماسٹر امین اوکاڑوی حیاتی دیوبندی کے تبصرے پر یونس نعمانی مماتی دیوبندی نے جو تبصرہ کیا ہے وہ یہ ہے: ''میرے دوستو بھائیو۔

اس تقریر میں مولوی صاحب نے ایک بہت بڑی زیادتی کی ہے۔ کہ میری طرف یہ نسبت کی کہ صحابی رضی اللہ عنہ کے بارے میں میں نے یہ کہا کہ وہ عادل نہیں وہ فاسق تھے۔ میں نے نور الانوار اور اصول شاشی کا حوالہ دے کر یہ بات کی تھی کہ وہاں لکھا ہوا ہے،

غیر معروف الفقہ والاجتہاد

اب چاہئے تو یہ تھا کہ مولوی صاحب مجھ سے ثبوت مانگتے، میں دکھا دیتا کہ دیکھو وہاں لکھا ہے۔ لیکن انہوں نے عوام کو مشتعل کرنے کے لئے جو جھوٹے لوگوں کا طریقہ ہوتا

ہے۔انھوں نے میرے خلاف اب یہ طریقہ استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔
اگر کوئی غیر مقلد یہ کرتا تو کوئی بات نہیں تھی، حیرانی یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے آپ کو حنفیت کا مبلغ کہنے کے باوجود ایسا اعتراض کر رہا ہے جو اصول فقہ حنفیہ میں اعتراض ہوا۔میں نے کہا

غیر معروف الفقه و الاجتهاد

اگر یہ بات نکل آئے کہ میں نے یہ بات کہی ہو کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ عادل نہیں تھے، وہ فاسق تھے۔اگر یہ الفاظ نکل آئیں میں یہاں اپنی ہار لکھ کر دینے کو تیار ہوں۔لیکن آپ خواہ مخواہ کی بات کیوں کرتے ہیں؟ اصول فقہ حنفیہ جو آپ کے ہاں بھی مسلم ہے، اس میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ **غیر معروف الفقه و الاجتهاد** راوی ہیں۔اور ان کی روایت اگر مخالف قیاس ہوگی تو وہاں قیاس کو ترجیح دی جائے گی۔نور الانوار اور اصول شاشی میں یہ بات لکھی ہوئی ہے۔" (فتوحات صفدر جلد۳ ص۳۸۲۔۳۸۳)

یونس نعمانی مماتی دیوبندی کے اس تبصرے پر ماسٹر امین اوکاڑوی حیاتی دیوبندی کا تبصرہ درج ذیل ہے:

"مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے جو کہا ہے وہ نور الانوار اور اصول شاشی میں ہے، اور کوئی غیر مقلد کہتا تو اور بات تھی۔مولوی صاحب آپ کہتے ہیں کہ یہ مسلمہ بات ہے، یہ جھوٹ ہے۔فقہ حنفیہ نے اس کا رد کر دیا ہے۔اور فقہ حنفیہ میں لکھا ہے کہ کسی مرجوح قول پر فتویٰ دینے والا جاہل ہے اجماع کا مخالف ہے... یہ جو قول حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے یہ قطعاً راجح قول نہیں ہے۔یہ مرجوح قول ہے۔اور جو اس قسم کے مرجوح قول ہوا کرتے ہیں۔احناف اس کی تردید کرتے ہیں۔" (فتوحات صفدر جلد۳ ص۳۸۶)

اس حیاتی مماتی خانہ جنگی سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے متعلق ملا جیون حنفی نے کہا ہے: "**غیر معروف الفقه و الاجتهاد**" اور یہ الفاظ یونس نعمانی مماتی کے نزدیک بالکل صحیح ہیں۔اور ماسٹر امین اوکاڑوی حیاتی کے نزدیک سخت گستاخانہ الفاظ ہیں، اسی لئے اوکاڑوی حیاتی نے ملا جیون حنفی کے اس قول کو رد کر دیا ہے۔

لیکن جب تک خود ملاجیون حنفی سے اس گستاخی سے توبہ ثابت نہ کی جائے تو اس وقت تک یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ (یعنی آل دیوبند کے اکابر) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے گستاخ تھے۔

اوکاڑوی کے نزدیک ملاجیون حنفی اور مرزا قادیانی کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ پر اعتراض ایک جیسا ہے۔ کیونکہ جو باتیں ماسٹر امین اوکاڑوی نے یونس نعمانی کی طرف منسوب کر کے کہا ہے کہ مرزا قادیانی بھی ایسے ہی کہا کرتا تھا وہ کم از کم فتوحات صفدر میں یونس نعمانی سے ثابت نہیں، یونس نعمانی نے تو صرف ملاجیون حنفی کا قول پیش کیا تھا۔!

حدیث نبوی کا انکار کُفر ہے — حافظ زبیر علی زئی

حافظ ابن حزم اندلسی نے فرمایا: ”وكل من كفر بما بلغه وصح عنده عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم أو أجمع عليه المؤمنون مما جاء به النبي عليه السلام فهو كافر كما قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط﴾“

جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث معلوم ہو جانے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو لائے ہیں اُس پر مومنین کا اجماع ہونے کے بعد اُس کا انکار کرے تو وہ کافر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور جو شخص ہدایت معلوم ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مومنین کے راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلے تو وہ جدھر جاتا ہے ہم اُسے اُسی طرف پھیر دیتے ہیں اور اُسے جہنم میں داخل کریں گے۔

(المحلیٰ ج ۱ ص ۱۲ مسئلہ: ۲۰، نیز دیکھئے فتنۂ انکارِ حدیث کا ایک نیا روپ ج ۱ ص ۷۷، از غازی عزیر حفظہ اللہ)

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ”جماعت اہل حدیث صحیح اجماع کے وجود کو مانتی اور اس کو حجت گردانتی [ہے]۔ امام احمد کا یہ فرمان [یعنی جو شخص کسی امر میں اجماع کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے] اجماع کے غلط دعاوی [دعووں] کے بارے میں تھا۔ جو اُس دور کے بدعتی فرقے نصوص صریحہ صحیحہ کی مخالفت میں کرتے اور ان کا سہارا لیتے تھے۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ حافظ ابن القیم اور ان کے شیخ امام ابن تیمیہ کی تالیفات میں بعض جگہ یہ وضاحت ملتی ہے۔“ (حاشیہ فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۲ ص ۷۹، بتصرف یسیر)

تصنیف: حافظ ابن کثیر   ترجمہ وحواشی: حافظ زبیر علی زئی

اختصار علوم الحدیث (قسط نمبر ۱۱)

(۲۷) ستائیسویں قسم: آدابِ محدّث

خطیب بغدادی نے اس کے بارے میں کتاب ''الجامع لآداب الراوی والسامع'' لکھی ہے۔

سابقہ انواع (اقسام) کی اطراف میں اس کی اہم باتیں گزر چکی ہیں۔

ابن خلاد (الرامَہُرمُزی) وغیرہ نے کہا: شیخ کو چاہئے کہ (اپنی عمر کے) پچاس سال پورے ہونے کے بعد ہی حدیثیں بیان کرنا شروع کرے۔ (المحدث الفاصل ص ۳۵۲)

کسی اور نے کہا: چالیس سال کے بعد حدیثیں بیان کرنا شروع کردے۔

قاضی عیاض نے اس کا انکار کیا کہ بہت سے لوگوں نے چالیس بلکہ تیس سال پورے ہونے سے پہلے حدیثیں بیان کی ہیں، اُن میں مالک بن انس ہیں۔ لوگ ان کے پاس حدیثیں سننے کے لئے اکٹھے ہوگئے تھے حالانکہ اُن کے بہت سے استاد (اس وقت) زندہ تھے۔

ابن خلاد (الرامَہُرمُزی) نے کہا: جب وہ اسی سال (۸۰) کی عمر تک پہنچ جائے تو میرے نزدیک یہ پسندیدہ ہے کہ وہ اختلاط کے خوف کی وجہ سے حدیثیں بیان کرنے سے رُک جائے۔ (المحدث الفاصل ص ۳۵۴)

لوگوں نے (قاضی ابن خلاد پر) یہ استدراک (اور اعتراض) کیا ہے کہ صحابہ کرام وغیرہم کی ایک جماعت نے اس عمر کے بعد حدیثیں بیان کی ہیں جن میں انس بن مالک، سہل بن سعد، عبداللہ بن ابی اوفی اور بہت سے لوگ تھے۔

بعض لوگوں نے سو سال (۱۰۰) پورے ہونے کے بعد بھی حدیثیں بیان کی ہیں جن میں حسن بن عرفہ، ابوالقاسم البغوی، ابواسحاق الہجیمی اور ائمہ شافعیہ میں سے قاضی ابوالطیب الطبری تھے۔

میں (ابن کثیر) نے کہا: اور بھی بہت سے لوگ تھے لیکن اگر روایت بیان کرنے والے شیخ کے حافظے پر اعتماد ہو تو بڑی عمر کے بعد اختلاط کے ڈر سے حدیثیں بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے اور اگر کسی دوسرے کے حافظے، خط یا ضبط (مثلاً کسی مشہور کتاب کی روایت) پر اعتماد ہو تو اس حالت میں جتنی عمر زیادہ ہوگی لوگ اس سے سماع میں دلچسپی لیں گے جس طرح کہ ہمارے شیخ ابو العباس احمد بن ابی طالب الحجاز کا معاملہ ہوا، وہ یقیناً سوسال (١٠٠) سے تجاوز کر گئے تھے۔ انھوں نے (حسین بن المبارک) الزُّبیدی (البغدادی) سے چھ سوتیس (٦٣٠) میں صحیح بخاری سُنی اور اُسے سات سوتیس (٧٣٠) میں سُنایا۔ وہ بڑی عمر کے عامی شخص تھے، کسی چیز کا ضبط نہیں رکھتے تھے اور نہ بہت سے ظاہر معانی کا انھیں پتا تھا، اس کے باوجود ان کے پاس (صحیح بخاری) سننے کے لئے لوگوں کا ہجوم ہوتا تھا کیونکہ زبیدی سے (اُس وقت) اُن کے علاوہ دوسرا کوئی راوی نہیں تھا۔ ان سے ایک لاکھ یا زیادہ لوگوں نے صحیح بخاری سُنی ہے۔

(علماءِ کرام نے) کہا: محدّث کو خوبصورت اخلاق، اچھے چال چلن اور صحیح نیت کا حامل ہونا چاہیئے۔ اگر اس کی نیت میں خیر کی طرف مسابقت نہ ہو تو بھی لوگوں کو سُنانا شروع کرے کیونکہ علم اُسے اس طرف لے آئے گا۔ بعض اسلاف نے کہا: ہم نے غیر اللہ کے لئے علم حاصل کیا مگر علم نے انکار کر دیا کہ وہ صرف اللہ کے لئے ہے۔ (١)

انھوں نے کہا: عمر اور سماع میں برتری والے کی موجودگی میں حدیث بیان نہیں کرنی چاہیئے بلکہ بعض لوگ اسی شہر میں حدیث بیان کرنا پسند نہیں کرتے تھے جس میں (ان کے خیال میں) اُن سے زیادہ مستحق محدّث موجود ہوتا تھا۔

(دیکھئے الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع ١/٣٢٠ ح ٧٠٥ وسندہ صحیح، ١/٣١٩ ح ٧٠١ وسندہ حسن)

اسے چاہیئے کہ اس زیادہ افضل محدّث کی طرف راہنمائی کرے کیونکہ دین خیر

....

(١) دیکھئے حلیۃ الاولیاء ٥/٦١، ابونعیم نے ایسا قول حبیب بن ابی ثابت سے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

خواہی کا نام ہے۔

انھوں نے کہا: اسے مجلسِ تحدیث منعقد کرنی چاہیے۔ حدیثیں بیان کرنے والا بہترین حالت میں تشریف لائے جیسے کہ (امام) مالک رحمہ اللہ جس مجلسِ تحدیث میں تشریف لاتے تو وضو کرتے اور کبھی کبھار غسل کرتے، خوشبو لگاتے اور بہترین لباس پہنتے۔ آپ پر وقار اور رہیبت طاری ہوتی۔ آپ اپنی مضبوطی سے بیٹھ جاتے اور جو شخص آواز بلند کرنے کی کوشش کرتا تو اسے ڈانٹ دیتے تھے۔ (۱)

اس مجلس کا افتتاح بطورِ تبرک کچھ تلاوتِ قرآن سے کرنا چاہیے پھر اس کے بعد اچھے طریقے سے (اللہ کی) حمد و ثنا اور رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا چاہیے۔

قاری اچھی آواز، بہترین ادا اور فصیح عبارت والا ہونا چاہیے۔ جب بھی نبی ﷺ کا ذکر آئے تو آپ پر درود و سلام پڑھے۔

خطیب نے کہا: اس کے ساتھ اپنی آواز بلند کرے اور جب کسی صحابی کا نام آئے تو رضی اللہ عنہ کہے۔

بہتر یہ ہے کہ اپنے استاد کی تعریف کرے جیسا کہ عطاء (بن ابی رباح) فرماتے: مجھے عالم اور (علم کے) دریا ابن عباس نے حدیث بیان کی۔

وکیع (بن الجراح) فرماتے تھے کہ مجھے امیر المومنین فی الحدیث سفیان ثوری نے حدیث بیان کی۔ (۲) کسی کو بھی ناپسندیدہ لقب کے ساتھ بیان نہیں کرنا چاہیے رہا وہ لقب جو (شہرت کی وجہ سے) امتیازی نشان بن گیا ہے، اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں ہے۔

....

(۱) امام مالک رحمہ اللہ جب حدیث بیان کرنے کے لئے باہر آنے کا ارادہ کرتے تو نماز والا وضو فرماتے، بہترین لباس پہنتے، اپنی ٹوپی سر پر رکھتے اور داڑھی کی کنگھی کرتے تھے۔ اس عمل کے بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اس طرح میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا احترام کرتا ہوں۔

دیکھئے الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع (۱/۳۸۸ ح ۹۰۳ وسندہ صحیح)

(۲) الجامع لاخلاق الراوی (۲/۸۶ ح ۱۲۵۰، وسندہ ضعیف)

حافظ زبیر علی زئی

مکے اور مدینے والوں سے آلِ دیوبند کے شدید اختلافات

آج کل آلِ دیوبند نے اپنی مُردہ تحریک میں جان ڈالنے کے لئے اہلِ سنت کہلوانا شروع کر دیا ہے حالانکہ یہ اہلِ سنت نہیں ہیں بلکہ یہ لوگ صرف دیوبندی وحدت الوجودی اور آلِ دیوبند ہیں۔ مکے اور مدینے والے سعودیوں سے آلِ دیوبند کے چالیس (40) بڑے اختلافات باحوالہ پیشِ خدمت ہیں:

١) مکے اور مدینے والوں کے نزدیک صرف اللہ ہی مشکل کشا ہے۔

آلِ دیوبند کے نزدیک علی (رضی اللہ عنہ) مشکل کشا ہیں۔ (دیکھئے کلیاتِ امدادیہ ص ۱۰۳)

٢) مکے و مدینے والوں کے نزدیک وحدت الوجود کا عقیدہ شرک ہے۔

آلِ دیوبند کے نزدیک وحدت الوجود کا عقیدہ حق اور صحیح ہے۔ (دیکھئے کلیات امدایہ ص ۲۱۸)

٣) مکے و مدینے والوں کے نزدیک قبر پرستی شرک ہے۔

آلِ دیوبند کے نزدیک قبر کی مٹی سے شفا ہوتی ہے۔ (دیکھئے حکایاتِ اولیاء حکایت نمبر ۳۶۶)

٤) مکے و مدینے والوں کے نزدیک کشتی کنارے پر لگانے والا صرف اللہ ہے۔

آلِ دیوبند کہتے ہیں کہ ''میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ'' (دیکھئے کلیاتِ امدادیہ ص ۲۰۵)

٥) مکے و مدینے والوں کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعالمین ہیں۔

آلِ دیوبند کے نزدیک حاجی امداداللہ رحمت للعالمین ہیں۔ (دیکھئے قصص الاکابر ص ٦٩)

٦) مکے و مدینے والوں کے نزدیک بندہ کبھی خدا نہیں بن سکتا۔

آلِ دیوبند کے نزدیک (بندہ بعض اوقات) ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے۔

(دیکھئے کلیات امدادیہ ص ۳۵، ۳۶)

٧) مکے و مدینے والوں کے نزدیک حق وہی ہے جو قرآن و حدیث میں ہے۔

آلِ دیوبند کے نزدیک حق وہی ہے جو رشید احمد گنگوہی کی زبان سے نکلتا ہے۔

(دیکھئے تذکرۃ الرشید ج۲ص ١٧)

٨) مکے و مدینے والوں کے نزدیک عاجزوں کی دستگیری اور بیکسوں کی مدد کرنے والا صرف اللہ ہے۔

آلِ دیوبند کے نزدیک عاجزوں کی دستگیری اور بیکسوں کی مدد کرنے والے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (دیکھئے فضائل درود ص ١٣٧)

٩) مکے و مدینے والوں کے نزدیک اولیاء کے پاس علمِ غیب نہیں ہوتا۔

آلِ دیوبند کے نزدیک اولیاء کے پاس علمِ غیب ہوتا ہے۔ (دیکھئے شمائم امدادیہ ص ٦١)

١٠) مکے و مدینے والوں کے نزدیک شیخ محمد بن عبدالوہاب امام، مجدد، موحد اور نیک عالم تھے۔

آلِ دیوبند کے نزدیک: محمد بن عبدالوہاب ظالم وباغی خونخوار شخص تھا۔!!

(دیکھئے الشہاب الثاقب ص ٤٢)

١١) مکے و مدینے والوں کے نزدیک محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اہلِ سنت میں سے تھے۔

آلِ دیوبند کے نزدیک محمد بن عبدالوہاب خارجیوں میں سے تھے۔ (دیکھئے المہند ص ٤٦)

١٢) مکے و مدینے والوں کے نزدیک غوث الاعظم صرف ایک اللہ ہے۔

آلِ دیوبند کے نزدیک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ غوث الاعظم ہیں۔

دیکھئے اشرفعلی تھانوی کی کتاب: تعلیم الدین ص ١٨

١٣) مکے و مدینے والوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ وفات پا کر دنیا سے چلے گئے ہیں۔

آلِ دیوبند کے نزدیک رسول اللہ ﷺ دنیوی طور پر زندہ ہیں۔ (دیکھئے آبِ حیات ص ٢٧، ٣٦)

١٤) مکے و مدینے والوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے۔

آلِ دیوبند کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ (دیکھئے ملفوظات فقیہ الامت ج۲ص ١٤)

۱۵) مکے ومدینے والوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی صفات مثلاً ہاتھ وغیرہ پر تشبیہ اور تاویل کے بغیر ایمان لانا ضروری ہے۔

آلِ دیوبند کے نزدیک ہاتھ سے مراد قدرت ہے۔ (دیکھئے المہند ص ۴۸)

۱۶) مکے ومدینے والوں کے نزدیک صوفیوں کی کتاب دلائل الخیرات قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

آلِ دیوبند کے نزدیک دلائل الخیرات کا پڑھنا باعثِ ثواب ہے۔ (دیکھئے المہند ص ۴۱، ۴۲)

۱۷) مکے ومدینے والوں کے نزدیک اللہ سے دعا میں انبیاء واولیاء کا وسیلہ جائز نہیں۔

آلِ دیوبند کے نزدیک دعا میں انبیاء واولیاء کا وسیلہ جائز ہے۔ (دیکھئے المہند ص ۳۷)

۱۸) مکے ومدینے والوں کے نزدیک رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آخری نبی ہیں۔

آلِ دیوبند کے نزدیک ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔'' (دیکھئے تحذیر الناس ص ۸۵)

۱۹) مکے ومدینے والوں کے نزدیک مروجہ محفل میلاد منانا بدعت ہے۔

آلِ دیوبند کے پیر کے نزدیک محفل میلاد منانا جائز ہے اور قیام میں لطف ولذت ہے۔

(دیکھئے فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۹۲۶)

۲۰) مکے ومدینے والوں کے نزدیک مذہب بنا کر دیوبندی کہلانا جائز نہیں ہے۔

آلِ دیوبند کے نزدیک دیوبندی کہلانا جائز بلکہ باعثِ فخر ہے۔

۲۱) مکے ومدینے والے گرمیوں میں بھی ظہر کی نماز اول وقت میں پڑھتے ہیں۔

گرمیاں ہوں یا سردیاں، آلِ دیوبند حضرات ظہر کی نماز ہمیشہ بہت لیٹ کر کے پڑھتے ہیں۔

۲۲) مکے ومدینے والے عصر کی نماز ایک مثل پر پڑھتے ہیں۔

آلِ دیوبند: عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھتے ہیں۔

۲۳) مکے ومدینے والے مغرب کی اذان کے بعد دو رکعتوں کا وقت دیتے ہیں۔

آلِ دیوبند: مغرب کی اذان کے بعد دو رکعتوں کا وقت کبھی نہیں دیتے۔

۲٤) مکے ومدینے والے اکہری اقامت کہتے ہیں۔

آلِ دیوبند: دوہری اقامت کہتے ہیں۔

۲۵) مکے ومدینے والوں کے نزدیک کعبہ (بیت اللہ) ہروقت اپنی جگہ پر رہتا ہے۔

آلِ دیوبند کے نزدیک کعبہ بعض بزرگوں کی زیارت کو جاتا ہے۔ (دیکھئے فضائلِ حج ص ۱۱۱)

۲٦) مکے ومدینے والے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے ہیں۔

آلِ دیوبند: صبح کی نماز اندھیرے میں نہیں پڑھتے بلکہ روشنی میں پڑھتے ہیں۔

۲۷) مکے ومدینے والے فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا نہیں کرتے۔

عام دیوبندی فرض نمازوں کے بعد ہمیشہ اجتماعی دعا کرتے ہیں۔

۲۸) مکے ومدینے والے رفع یدین کرتے ہیں۔

آلِ دیوبند: رفع یدین کے سخت خلاف ہیں۔

۲۹) مکے ومدینے والے نمازِ جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھتے ہیں۔

آلِ دیوبند: نمازِ جنازہ میں سورت فاتحہ نہیں پڑھتے۔

۳۰) مکے ومدینے والے آمین بالجہر کہتے ہیں۔

آلِ دیوبند: آمین بالجہر سے سخت چڑ اور حسد رکھتے ہوئے منع کرتے ہیں۔

۳۱) مکے ومدینے والے ایک رکعت وتر پڑھتے ہیں۔

آلِ دیوبند: ایک وتر کے سخت مخالف ہیں۔

۳۲) مکے ومدینے والے اقامت ہونے کے بعد سنتیں نہیں پڑھتے۔

عام دیوبندی اقامت ہونے کے بعد بھی سنتیں پڑھتے رہتے ہیں۔

۳۳) مکے ومدینے والے ایک سلام سے تین وتر کبھی نہیں پڑھتے۔

آلِ دیوبند ایک سلام سے مغرب کی طرح مشابہت کرتے ہوئے تین وتر ہمیشہ پڑھتے ہیں۔

۳٤) مکے ومدینے والے نمازِ جنازہ میں نماز والا درود پڑھتے ہیں۔

عام دیوبندی رحمت وترحمت والا خودساختہ درود پڑھتے ہیں۔

۳۵) مکے ومدینے والے قنوتِ وتر میں دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھتے ہیں۔

آلِ دیوبند: قنوتِ وتر میں دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر کبھی قنوت نہیں پڑھتے۔

۳۶) مکے ومدینے والوں کے نزدیک پاخانہ نجس اور پلید ہے۔

آلِ دیوبند کے پیر کے نزدیک موحد کے لئے پاخانہ کھانا واجب ہے۔

(دیکھئے امدادالمشتاق ص ۱۰۱، فقرہ ۲۲۴)

۳۷) مکے ومدینے والے عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے بالکل منع نہیں کرتے۔

آلِ دیوبند کے نزدیک عورتوں کے لئے مسجد میں نماز پڑھنا ممنوع ہے۔

۳۸) مکے ومدینے والے جمعہ کے صرف دو خطبے دیتے ہیں۔

آلِ دیوبند: جمعہ کے تین خطبے دیتے ہیں: ایک اردو وغیرہ میں اور دو عربی میں۔

۳۹) مکے ومدینے والے نماز جمعہ ہمیشہ اول وقت میں پڑھتے ہیں۔

آلِ دیوبند: نمازِ جمعہ ہمیشہ لیٹ کر کے پڑھتے ہیں۔

۴۰) مکے ومدینے والے حالتِ خطبہ میں دو رکعتیں پڑھتے ہیں۔

آلِ دیوبند: حالتِ خطبہ میں دو رکعتیں پڑھنے کے سخت مخالف ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مکہ اور مدینہ والوں سے آلِ دیوبند (دیوبندیوں) کے شدید اختلافات ہیں اور سعودی عرب کے علماء کو دیوبندی ''علماء'' اپنا بھائی نہیں مانتے۔

سرفراز خان صفدر دیوبندی نے لکھا ہے: ''مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ دیوبندی بڑے پکے حنفی ہیں اور نجدی علماء بعض تو حنبلی ہیں اور بعض غیر مقلد ہیں وہ اس مسلک کے اعتبار سے ہمارے بھائی کیسے ہوئے؟'' (بابِ جنت ص ۱۹۴)

سرفراز خان نے مزید لکھا: ''بلا شک حرمین الشریفین کی نصوص سے بڑی فضیلت اور رُتبہ ثابت ہے۔لیکن شرعی دلائل صرف چار ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔اگر حرمین الشریفین میں اچھے کام ہوں تو نورٌ علیٰ نور، ورنہ ہرگز حجت نہیں ہیں۔'' (راہِ سنت ص ۱۶۷)

اتباعِ حدیث/سنت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ﴾

اور جو کوئی ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے اور مومنین کے راستے کے خلاف چلے (تو) ہم اُسے پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرے گا، اور ہم اُسے جہنم میں جھونکیں گے اور وہ (جہنم) بُرا ٹھکانہ ہے۔ (النساء:١١٥)

☆ قرآن کے ساتھ ساتھ صحیح احادیث پر بھی ایمان لانا فرض ہے کیونکہ قرآن کی طرح حدیث بھی وحی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى ﴾ اور وہ (نبی) اپنی خواہشِ نفس سے کچھ نہیں بولتا بلکہ وہ تو وحی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔ (النجم:٣، ٤)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث آ جانے کے بعد اپنی رائے واجتہاد سے رجوع کرنے میں ہی کامیابی ہے اور یہی سلف صالحین (رحمہم اللہ) کا منہج ہے۔

☆ اسلام میں مروجہ بے تُکی اور قرآن وسنت کے مقابلے میں تقلید کا کوئی جواز نہیں ہے۔

محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا: جو شخص سنت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی تقلید کرتا ہے تو اُسے اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں داخل ہو جائے:

﴿ وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ ...... إلخ ﴾ (شرح صحیح البخاری ١٥٤/٨، رقم:٢٦٨ ٧)

☆ اجماع شرعی حجت ہے۔ دیکھئے المستدرک للحاکم (١١٦/١، وسندہ حسن لذاتہ)

☆ کسی بھی عمل کی قبولیت کے لئے اُس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہونا ضروری ہے، بصورتِ دیگر اُس عمل کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی وقعت نہیں ہے۔

☆ کسی بھی صورت میں صحیح حدیث کا انکار کرنے والا جہنم کے راستے پر سرگرداں ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

[اجماعِ صحابہ اور اجماعِ اُمت]

’’ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اور مومنین کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے کی پیروی، دینِ اسلام سے خروج ہے جس پر یہاں جہنم کی وعید بیان فرمائی گئی ہے۔ مومنین سے مراد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو دینِ اسلام کے اوّلین پیرو اور اس کی تعلیمات کا کامل نمونہ تھے۔ اور ان آیات کے نزول کے وقت جن کے سوا کوئی گروہ مومنین موجود نہ تھا کہ وہ مراد ہو۔ اس لئے رسول ﷺ کی مخالفت اور غیر سبیل المومنین کا اتباع دونوں حقیقت میں ایک ہی چیز کا نام ہے۔ اس لئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے اور منہاج سے انحراف بھی کفر وضلال ہی ہے۔ بعض علماء نے سبیل المومنین سے مراد اجماعِ اُمت لیا ہے یعنی اجماعِ اُمت سے انحراف بھی کُفر ہے۔ اجماعِ اُمت کا مطلب ہے کسی مسئلے میں امت کے تمام علماء وفقہا کا اتفاق۔ یا کسی مسئلے پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق یہ دونوں صورتیں اجماعِ امت کی ہیں اور دونوں کا انکار یا ان میں سے کسی ایک کا انکار کُفر ہے۔ تاہم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق تو بہت سے مسائل میں ملتا ہے یعنی اجماع کی یہ صورت تو ملتی ہے۔ لیکن اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد کسی مسئلے میں پوری امت کے اجماع واتفاق کے دعوے تو بہت سے مسائل میں کئے گئے ہیں لیکن فی الحقیقت ایسے اجماعی مسائل بہت ہی کم ہیں۔ جن میں فی الواقع امت کے تمام علماء وفقہاء کا اتفاق ہو۔ تاہم ایسے جو مسائل بھی ہیں، ان کا انکار بھی، صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع کے انکار کی طرح، کفر ہے۔ اس لئے کہ صحیح حدیث میں ہے ’’اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔‘‘ (صحیح ترمذی، للالبانی جلد۲ رقم ۱۷۵۹)‘‘ (احسن البیان ص۱۲۵، سعودی نسخہ ص۲۵۶، واللفظ

مرکب، فتنۂ انکارِ حدیث کا ایک نیا روپ: اصلاحی اسلوبِ تدبّرِ حدیث ج ۱ص ۱۸، تالیف غازی عزیر حفظہ اللہ)